عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۵ تا ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۷

حضرت
اسماء بنت ابوبکر
رضی اللہ عنہا

بابری مسجد کی جگہ پر بُت پرستی

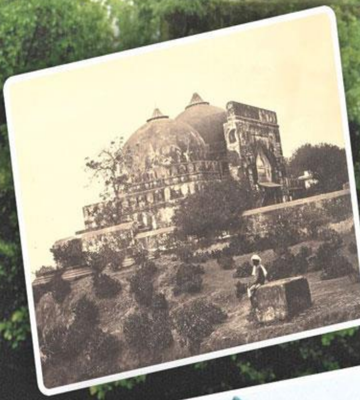

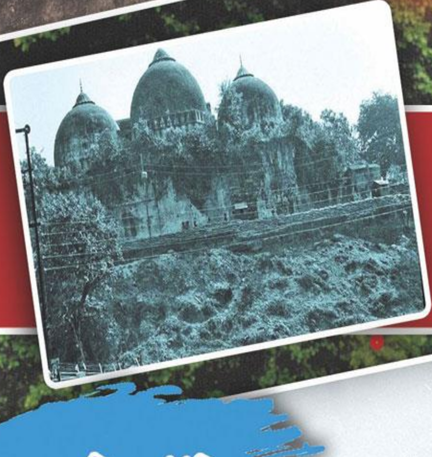

اے رب! ہم شرمندہ ہیں

تاریخی پسِ منظر

بابری مسجد

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

اولاد کا والدین سے پہلے حج کرنا

س:...... اولاد کو پہلے خود حج کرنا چاہئے یا والدین کو کرانا چاہئے؟ بعض حضرات ملازمت یا کسی اور غرض سے مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ جاتے ہیں اور وہاں جا کر حج بھی کر لیتے ہیں، جبکہ ابھی ان کے والدین نے حج نہیں کیا ہوتا، کیا جب تک والدین حج نہ کرلیں اولاد کو حج نہیں کرنا چاہئے؟ کیا ایسا کرنے سے والدین کی بے ادبی اور دل شکنی ہوگی؟ کیا یہ بات درست ہے، وضاحت فرمائیں۔

ج:...... اگر اولاد پر حج فرض ہے تو ظاہر ہے اُسے پہلے خود حج کرلینا چاہئے، اگر وہ حج فرض ادا کر چکا ہے اور والدین نے حج نہیں کیا ہے تو بہتر ہے کہ اب وہ اپنے والدین کو حج کرادے کہ یہی حسن سلوک کا تقاضا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے تو اپنے ساتھ والدین کو بھی حج کرایا جاسکتا ہے، باقی یہ غلط ہے کہ جب تک والدین حج نہ کرلیں اولاد کا حج کرنا درست نہیں ہوتا، کیونکہ اولاد اور والدین دونوں سے ہی مستقل طور پر احکام شریعت متعلق ہیں۔ ممکن ہے کہ اولاد پر حج فرض ہو جائے اور والدین پر نہ ہو، اس لئے حجاز جانے والوں کے لئے خواہ ملازمت کے لئے جائیں یا کسی دوسری غرض سے اگر موقع میسر ہو جائے تو اپنا فرض یا نفل حج ضرور کرلینا چاہئے بلکہ فرض حج کو تو جلد از جلد کرلینا چاہئے نہ معلوم ایک دفعہ غفلت کے بعد دوبارہ یہ موقع حاصل ہو یا نہ ہو۔ حج فرض ہونے کے بعد جلد از جلد ادا کرنے کا حکم ہے، اگر کوئی والدین سے پہلے حج فرض ادا کرنے جائے تو اس سے والدین کی بے ادبی نہیں ہوتی اور یہ بات والدین کو بھی سمجھنی چاہئے۔

عورتوں کا احرام

س:...... عورتوں کے لئے احرام کیا سر کا کپڑا ہے؟ کیا اُسے چہرہ چھوڑ کر باندھنا ہوگا، چہرہ کی تعریف کیا ہے؟

ج:...... عورتوں کے لئے احرام اُن کا چہرہ ہے۔ چہرہ کا اطلاق اسی حصہ پر ہوگا جس کو وضو میں دھونے کا حکم ہے، یعنی پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک، ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔ بالوں کی حفاظت کے لئے سر پر جو رومال باندھا ہے وہ تو پیشانی چھوڑ کر باندھیں۔ کیونکہ یہ رومال احرام نہیں ہوتا بلکہ احرام چہرہ ہوتا ہے، عورتوں کے لئے احرام میں چہرہ کو کپڑا لگنے سے بچانے کا حکم ہے اور پردہ کا بھی حکم ہے تو فقہاء کرام نے یہ طریقہ لکھا ہے کہ سر پر کوئی ایسی چیز پہنے کہ جس سے پردہ بھی ہو جائے اور کپڑا چہرہ سے بھی نہ لگے، جیسے کہ ہیٹ وغیرہ پر نقاب ڈال لینا یا اس طرح سے کوئی دوسرا طریقہ اپنانا درست ہے۔

داڑھی رکھنے والے کو مولانا یا مولوی کہنا

س:...... آج کے دور میں اکثر مسلمان داڑھی تو رکھ لیتے ہیں مگر ان کا دین سے دور تک کا تعلق نہیں ہوتا اور ہمارے مسلمان بھائی سمیت اکثر لوگ انہیں مولانا صاحب یا مولوی صاحب کہہ کر پکارتے ہیں، اس طرح کچھ عاقبت نااندیش بھی ہوتے ہیں جو حلیہ مسلمانوں کی طرح بنا لیتے ہیں اور وہ نام کے مسلمان ہی ہوتے ہیں لوگ انہیں بھی مولوی یا مولانا صاحب پکارتے ہیں، جبکہ ایسے افراد انتہا پسندی کے کاموں میں حصہ لے کر مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

ج:...... مولانا یا مولوی صاحب کا لفظ لغت کے اعتبار سے تو دوست، حبیب اور سردار کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن اصطلاح میں یہ لفظ کسی باقاعدہ عالم و فاضل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، بہر حال یہ عزت و توقیر کا لفظ ہے تو اسی انسان پر بولا جائے جو علم و عمل اور شکل و شباہت کے اعتبار سے اس کا اہل ہو۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ ۵ تا ۱۱ رشعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رفروری ۲۰۲۴ء شمارہ: ۷

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

بابری مسجد کی جگہ پر بُت پرستی	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
بابری مسجد.... تاریخی پس منظر	۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا	۱۰	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا رحمہ اللہ
حدیثِ نظر	۱۳	احسان دانش
اسمارٹ فون.... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ (۲)	۱۴	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
حضرت مولانا کریم بخش علی پوریؒ	۱۹	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:٦٩ فصل:.... ۹ ہجری کے سرایا

۹:.... سریہ ابوسفیانؓ بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ:.... اسی سال، سال کے آخر میں حضرت ابوسفیان بن حرب اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو ''لات'' نامی بت کو منہدم کرنے کے لئے طائف روانہ فرمایا، چنانچہ ان دونوں حضرات نے جاکر اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی، اور وہاں جو کچھ مال تھا، سونا، چاندی، زیور، کپڑے، خوشبو لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن یہ سارا مال تقسیم فرمادیا۔

۱۰:.... بعث ابوموسیٰ اشعریؓ ومعاذ بن جبلؓ:.... اور اسی سال، اور بقولِ بعض ربیع الآخر ۱۰ھ سال کے آخر میں، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا گورنر بناکر بھیجا، یمن کے دو علاقے تھے، بالائی علاقے کے لئے حضرت معاذ بن جبل کو اور پائیں علاقے کے لئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو اَمیر مقرر فرمایا، اور ان دونوں کو اِرشاد فرمایا:

''یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا۔''

ترجمہ:.... ''آسانی کرنا اور تنگی نہ کرنا، اور خوشخبری دو، نفرت نہ دِلاؤ۔''

۱۱:.... اسی سال کا قصہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب یمن تشریف لے گئے تو ایک دن فجر کی نماز میں سورۂ نساء کی تلاوت فرماتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے:

''وَاتَّخَذَ اللہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا۔'' (النساء:۱۲۵)

ترجمہ:.... ''اور بنالیا اللہ نے ابراہیم کو خلیل۔''

تو پیچھے سے ایک مقتدی بولے: ''لَقَدْ قَرَّتْ عَیْنُ اُمِّ اِبْرَاھِیْمَ'' (اِبراہیم کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں، یعنی بڑی خوش قسمت تھیں جن کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنالیا ہے)۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

بابری مسجد کی جگہ پر بُت پرستی

اے رب ہم شرمندہ ہیں!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مسلمانوں کی اجتماعی بے حسی، بدعملی اور دین سے دوری کے نتیجے میں آج مسلمان ہر خطہ میں بے یار و مددگار ہے۔ مسلم حکمران ہیں تو وہ محض مادیت کے پجاری بننے کی بنا پر اعدائے اسلام اور اغیار کی نظروں میں پانی کی جھاگ کی طرح بے وقعت اور بے اثر ہو چکے ہیں، دینی حمیت اور دینی غیرت سے عاری ہو چکے ہیں۔ اسی لئے ایک طرف اسرائیل بیت المقدس کو ہتھیانے اور فلسطین کے مسلمانوں کو مار رہا ہے، عالمی عدالتِ انصاف کا فیصلہ بھی اس کو متاثر نہیں کر رہا ہے اور دوسری طرف ہندوستان میں بابری مسجد کی جگہ اب مندر تعمیر کرنے کی پوری منصوبہ بندی کر دی گئی ہے۔ ارادہ تھا کہ اس پر کچھ لکھا جائے، اتنے میں سوشل میڈیا پر ایک مضمون ڈاکٹر منظور عالم صاحب کا نظر سے گزرا تو ارادہ ہوا کہ اسے ہی ہفت روزہ ختم نبوت کا اداریہ بنالیا جائے، جو کہ مختصر ہونے کے باوجود متاثر کن ہے۔ لیجئے آپ بھی اسے ملاحظہ فرمائیں:

’’بابری مسجد کی تعمیر 1528ء میں بابر کے ایک سپہ سالار میر باقی نے اجودھیا کی سرزمین پر کی تھی، جب بابری مسجد کی تعمیر ہوئی تو اس جگہ اور پورے ملک میں کہیں بھی رام مندر اور رام چندر کے بھگوان ہونے کا کوئی تذکرہ نہیں تھا، اکبر کے عہد میں رام پر کئی ساری کتابیں لکھی گئیں جس میں کہیں بھی رام مندر، رام کی جائے پیدائش اور رام چندر کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ انیسویں صدی تک کسی نے کبھی کوئی تذکرہ نہیں کیا کہ اجودھیا میں رام کا جنم ہوا تھا، یہاں کبھی رام کا مندر تھا یا پھر مندر توڑ کر اسی جگہ پر بابری مسجد کی تعمیر کی گئی۔ پندرہویں صدی میں مسجد کی تعمیر کے بعد لگاتار مسجد کے میناروں سے اذان کی صدائیں گونجتی رہی، نمازیں وہاں ہوتی رہیں، وہ زمین بندگان خداوندان کے سجدوں سے معمور ہوتی رہی۔ چار سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد 1860ء کی دہائی میں اچانک دعویٰ کیا گیا کہ بابری مسجد کے احاطہ میں ایک جگہ ’’رام جنم بھومی‘‘ ہے، یہاں ہندوؤں کو بھی پوجا کا حق ملنا چاہیے، 1885ء میں یہ معاملہ پہلی مرتبہ مقامی عدالت میں پہنچا لیکن مسترد کر دیا گیا، 65 سالوں بعد 1949ء میں مسجد میں زبردستی مورتی رکھ دی گئی، 37 سالوں بعد 1986ء میں ضلع جج نے مسجد کے احاطہ میں ہندوؤں کو پوجا کی اجازت دے دی، اگلے سالوں میں شدت پسند عناصر اور بی جے پی کے رہنماؤں نے بابری مسجد کو شہید کرنے کے لئے ملک گیر مہم چلائی، 6/دسمبر 1992ء کو یہ تاریخی مسجد حکومت، انتظامیہ، عدلیہ اور پولیس کی نگاہوں کے سامنے زمین دوز کر دی گئی، سال 2010ء میں الہ آباد ہائی کورٹ نے بابری مسجد کیس میں فیصلہ سناتے ہوئے مسجد کی اراضی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا، اس کے بعد 9/نومبر

2019ء میں سپریم کورٹ کے پانچ ججز کی بینچ نے بابری مسجد کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے مسلمانوں کے تمام دعویٰ اور دلیلوں کو تسلیم کیا، ہندو فریق کے سبھی دعوؤں کو خارج کر دیا، اس کے باوجود مسجد کی زمین مندر کی تعمیر کے لئے دینے کا فیصلہ سنا دیا اور کہا گیا کہ بابری مسجد کی تعمیر دوسری جگہ پر ہوگی۔

ہندو فریق کا دعویٰ تھا کہ بابر نے رام مندر توڑ کر مسجد کی تعمیر کی تھی، جس کو خارج کر دیا گیا اور سپریم کورٹ نے تسلیم کیا کہ خالی جگہ پر مسجد کی تعمیر ہوئی تھی، ہندو فریق کا دعویٰ تھا کہ 1949ء میں رام یہاں پر کٹ ہوئے تھا، سپریم کورٹ نے اسے خارج کرتے ہوئے کہا کہ مورتی باہر سے لاکر رکھی گئی تھی، ہندو فریق کا دعویٰ تھا کہ بابری مسجد کو توڑنا کوئی غیر قانونی اور جرم نہیں تھا لیکن سپریم کورٹ نے واضح لفظوں میں کہا کہ 6/دسمبر کا واقعہ جرائم کا ارتکاب تھا اور اس میں ملوث سبھی افراد کے خلاف مقدمہ کی سنوائی ہونی چاہیے، ہندو فریق بابری مسجد کے احاطہ میں رام جنم بھومی ہونے کے عقیدہ کی بھی کوئی دلیل نہیں پیش کر سکا۔ ان سب کے باوجود مسجد کی جگہ پر رام مندر بنانے کا فیصلہ سنایا گیا۔

یہ فیصلہ ملت اسلامیہ ہندیہ کی تاریخ کا سب سے شرمناک باب تھا، مسلمانوں کے پاس کوئی آپشن نہیں بچا تھا، عدالت عظمیٰ آخری امید تھی لیکن یہاں انصاف دینے کی جگہ پنچایتی راج کی طرح فیصلہ کیا گیا۔ ایک طبقہ نے جشن منایا، خوشیوں کا اظہار کیا اور فوراً مندر کی تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور اب یہ تعمیر مکمل ہونے والی ہے، مندر کا افتتاح کر دیا گیا ہے۔ پانچ سو سالوں تک زمین کے جس ٹکڑے پر سجدے ہوتے رہے، جہاں اللہ اکبر کی صدائیں گونجتی رہیں وہاں اب شرک وکفر کا نظام رائج ہو گیا ہے، مورتی پوجا کی شروعات ہوگئی ہے۔ یہ ایک مومن کے لئے ناقابل برداشت ہے، وقت کے ان لمحوں کو دیکھنا مشکل ہو گیا ہے، دل چھلنی چھلنی ہے، صبر کا پیمانہ چھلکنے لگا ہے لیکن ہمارے پاس صبر کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں بچا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پوری امید وابستہ ہے کہ وہ اپنے گھر کی حفاظت کرے گا، برسوں تک اللہ اکبر کی صداؤں سے گونجنی والی سرزمین کفر کا مرکز نہیں بن پائے گی۔ ہم سب نے مسجد کو بچانے اور شرک کا اڈا بننے سے روکنے کی پوری کوشش کی، لیکن کامیابی نہیں مل سکی لیکن اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنے گھر کو، زمین کے اس حصہ کی حفاظت خود فرمائے گا، شرک وکفر کا غلبہ وہاں نہیں ہونے دے گا۔ تاریخ کا واقعہ ہمارے لئے مشعل راہ اور مشکل کی اس گھڑی میں امید کی کرن بھی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے چند سال قبل یمن کے گورنر ابرہہ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور کعبہ کو تباہ کرنے کا عزم ظاہر کیا اس وقت قریش کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے قریش کو پہاڑوں پر پناہ لینے کو کہا اور خود اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ شہر میں رہے۔ ابرہہ نے پیغام بھیجا کہ وہ صرف کعبہ کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ اس گھر کا مالک خود اس کا محافظ ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ اسے حملہ آوروں سے بچائے گا اور اس گھر کے خدام کو بے عزت نہیں کرے گا۔ ابرہہ نے جب حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کا جھرمٹ بھیجا جس نے ابرہہ کے تمام لشکر پر کنکریاں برسائیں۔ ان کنکریوں نے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کر دیا۔ ابرہہ زخمی حالت میں یمن کی طرف فرار ہوا مگر راستے میں مر گیا۔ یہ واقعہ 570 عیسوی میں پیش آیا اور اسی سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

بابری مسجد کسی مسلمان کی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا گھر تھا، پانچ سو سالوں تک وہاں لگا تار اذانیں اور نمازیں ہوئی ہیں، مسجد کی تعمیر کسی مندر یا دوسرے کی عبادت گاہ کو منہدم کر کے نہیں کی گئی تھی، بابری مسجد کو بچانے کی لڑائی آئین کی پاسداری، قانون کی حکمرانی اور اقلیتوں کی عبادت گاہوں کو تحفظ دینے کی جدوجہد تھی۔ ملت اسلامیہ کے رسوخ اور مساجد کے بقاء کی تحریک تھی۔ آج جو کچھ وہاں پر ہو رہا ہے اسے دیکھ کر دل بے چین ہیں، آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، یہ لمحات ناقابل برداشت ہیں۔ (باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں)

بابری مسجد.... تاریخی پس منظر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ہندوستان پر جب انگریزوں نے قبضہ کیا تو ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر پوری قوت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا، اس سلسلے کی سب سے طاقتور اور ملک گیر کوشش ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی میں سامنے آئی، اس تحریک میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی اتفاق سے انگریزوں کی یہ سوچ بنی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کئے بغیر ہندوستان کو اپنے قابو میں نہیں رکھا جاسکتا، اس لئے انھوں نے ایک کام علمی سطح پر کیا اور ایک کام سیاسی سطح پر کیا، علمی سطح پر یہ کیا کہ ہندوستان کی ایک نئی تاریخ لکھی اور دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے ایسا مواد شامل کیا، جس سے ظاہر ہو کہ مسلمانوں نے اس ملک میں ہندو رعایا پر بڑے مظالم ڈھائے ہیں، ان کو جانی نقصان پہنچایا ہے، ان کی دولت کو لوٹا ہے، ان کی عزت و آبرو کو پامال کیا ہے، ان کو جبراً مسلمان بنایا ہے اور ان کی عبادت گاہوں کو منہدم کیا ہے۔

سیاسی سطح پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایسے گروہ پیدا کئے، جو مذہبی منافع کے داعی اور ہندو مسلم اتحاد کے مخالف تھے، ہندوؤں میں یہ فرقہ پرست لوگ سنگھ پریوار کی شکل میں پیدا ہوئے، آزادی سے پہلے اس نے انگریزوں کا آلۂ کار بن کر فرقہ پرستی کا ذہن بنایا اور آزادی کے بعد بھی منظم طور پر اس کام کو جاری رکھا، یہاں تک کہ اپنے نفرت انگیز ایجنڈہ کے ذریعہ بام اقتدار تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے، مسلم فرقہ پرستوں کو بھی انگریزوں نے خوب پروان چڑھایا اور مسلمانوں میں ایک ایسے گروہ کو اُبھارا گیا جو ایک قومی نظریہ کا پُرجوش داعی تھا، اس تحریک نے پاکستان کی شکل میں اپنی کوششوں کا پھل حاصل کرلیا؛ اگرچہ پاکستان کی بنیاد لاکھوں مسلمانوں کی لاش پر قائم ہوئی؛ لیکن بہر حال مسلم فرقہ پرستی نے پاکستان کو اپنی منزل بنایا اور ہندوستان بڑی حد تک اس سے خالی ہوگیا؛ لیکن ہندو فرقہ پرستی پوری قوت کے ساتھ آج ہندوستان پر مسلط ہے۔

اس کا نتیجہ ہے کہ آئے دن مسجد، مندر اور مسلم حکمرانوں کے مظالم کی جھوٹی داستان میڈیا کے ذریعہ پھیلائی جارہی ہے اور اب جھوٹ کو تاریخ کا حصہ بنایا جارہا ہے، اس پس منظر میں مختلف زبانوں اور خود اُردو زبان میں بہت سارا لٹریچر شائع ہوچکا ہے، ان ہی میں ایک بابری مسجد کا مسئلہ ہے، اس مسئلہ پر جناب سید صباح الدین عبدالرحمنؒ، (سابق ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ) جناب عبدالرحیم قریشیؒ (سابق اسسٹنٹ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) اور جناب محمد مختار ملی (جمشید پور، جھارکھنڈ) کی تحریریں بڑی اہم ہیں، ان کتابوں سے اور بعض دیگر مآخذ سے استفادہ کرتے ہوئے یہ تحریر قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

بابری مسجد کے مسئلہ میں کئی سوالات اہم ہیں:

(۱) کیا رام جی کا واقعی وجود تھا، یا رامائن میں ایک علامتی اور افسانوی کردار کی حیثیت سے ان کا ذکر آیا ہے؟

(۲) اگر رام جی کا حقیقی وجود تھا اور آپ ایودھیا میں پیدا ہوئے تھے تو ایودھیا سے کونسی جگہ مراد ہے؟

(۳) اگر آپ ایودھیا ہی میں پیدا ہوئے تو کس جگہ پیدا ہوئے تھے؟

(۴) کیا بابری مسجد کی جگہ پر کوئی مندر تھا اور بابر یا اس کے گورنر میر باقی نے مندر کو منہدم کر کے مسجد بنائی تھی؟

رام جی: ایک تاریخی شخصیت یا فرضی کردار؟

رام جی سے اس قدر دیو مالائی اور محیر العقول واقعات رامائن کے مختلف نسخوں میں نقل کئے گئے ہیں کہ ان کی وجہ سے اور تاریخی شہادتوں کے مفقود ہونے کی وجہ سے بہت سے ہندو دانشور بھی اس کو ایک فرضی داستان سمجھتے ہیں۔

☆.... راج مندری (دکن) کے ملادی ونکٹ رتنم (Malladhi Venkat Ratnam) اپنی کتاب ''مصر کا فرعون: رام'' میں تحریر کرتے ہیں: ''رامائن ایک مصری فرعون رامسیز ثانی کی

کہانی سے ماخوذ ہے،خود رام کا نام ہندی الاصل نہیں بلکہ سامی الاصل ہے، سیریا کے بادشاہ کا یہی نام تھا، سیتا بھی ایک قدیم مصری نام ہے جو آج بھی دولت منداور متمول گھرانہ میں عام ہے، قاہرہ میں آج بھی ایک مسجد سیتا زینب کہلاتی ہے، خود رامائن کے مطابق بالمیک ہندو نہیں بلکہ بدیسی نو وارد تھا، برہما نے اپنے بیٹے نردکو آسمان سے اس داستان کو سنانے کے لئے بھیجا تھا اور یہ قصہ سنا کر وہ آسمان کی طرف لوٹ گیا۔‘‘

ونکٹ رتنم کا بھی خیال ہے کہ یہ ایک مصری کہانی ہے جس کو ہندوؤں کے مزاج کے مطابق ایک مقدس رنگ وروپ دے دیا گیا ہے، اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ رام نام کے کسی بادشاہ کا ذکر ہندوستانی تاریخ میں نہیں ملتا، رامائن کے مطابق راجہ دسرتھ نے دس ہزار اور رام نے گیارہ ہزار برس تک حکومت کی تھی، اگر ان دونوں کا زمانہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے پچیس ہزار سال قبل مان لیا جائے تو ان دونوں کا عہد حکومت چھیانوے ہزار سال قبل مسیح ہوتا ہے، جب کہ رامائن میں ہی گوتم بدھ کا ذکر بھی موجود ہے جو کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں تھے۔

☆.... پروفیسر سنیتی کمار چٹرجی ۱۹۵۵ء کے بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک جرنل میں تحریر کردہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں: ’’رامائن کا قصہ ہومر سے مستعار لیا گیا ہے؛ کیوں کہ دس سروں والے راکشش کا وجود یونانی تخیل کی بازگشت ہے، ہندوؤں کے قدیم ترین خرافاتی ادب میں بھی ایسے راکشش کا ذکر موجود نہیں ہے۔‘‘

☆.... اِلٰہ آباد یونیورسٹی کے قدیم تاریخ کے پروفیسر آر پی ترپاٹھی کے مطابق ’’کسی کردار کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے تاریخ یہ تقاضا کرتی ہے کہ سکوں یا کندہ تحریروں وغیرہ کی ٹھوس شہادت موجود ہو، اگر ہم اُن مقامات کو بھی نظر میں رکھیں جن کا ذکر رامائن میں آیا ہے، جیسے: چتر کوٹ، ایودھیا، جو آج بھی موجود ہیں، تب بھی حقیقت یہ ہے کہ رامائن ایک تاریخی کتاب نہیں ہے؛ اس لئے اس نقطۂ نظر سے رام کے وجود کو ثابت کرنے کی کوئی تاریخی شہادت موجود نہیں ہے، یہ کہنے کے باوجود رام کے وجود کا ہم آسانی سے انکار نہیں کرسکتے؛ کیوں کہ ایک عرصہ دراز سے رام ہمارے اجتماعی شعور کا حصہ رہے ہیں۔‘‘

☆.... ایس ستار (Satttar) سابق صدر نشین انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ کہتے ہیں کہ: ’’رامائن میں ایسی کوئی شہادت نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ یہ دیو مالائی قصہ کے سوا کچھ اور ہے، کوئی تاریخی یا آثارِ قدیمہ کی شہادت موجود نہیں ہے، جس سے یہ ثابت ہو کہ رام کا وجود تھا اور یہ کہ انھوں نے ایودھیا پر حکومت کی۔‘‘

☆.... زمانے کی وقت شماری کے ہندو یگ سسٹم کے مطابق شری رام ۲۴ ویں یا ۲۸ ویں تریتا یگ کے اواخر میں پیدا ہوئے اور ہم کلیگ کے ۲۸ ویں دور میں ہیں، اس لحاظ سے شری رام کا زمانہ قریباً (۱۸۰) لاکھ سال پہلے کا ہے، دنیا میں کہیں بھی (۱۰) لاکھ سال پہلے کے کوئی آثار یا کوئی نشانیاں موجود نہیں ہیں، رامائن وغیرہ میں اس وقت کے ستاروں اور برج کی جو کیفیت ملتی ہے، اس کی بنیاد پر ماہرین نے حساب لگایا ہے کہ شری رام عیسیٰ علیہ السلام سے ۵۵۶۱ یا ۳۲۳۷ سال پہلے پیدا ہوئے ہوں گے؛ لیکن ایودھیا میں یا UP کے کسی اور مقام پر جن کے نام رامائن میں شری رام کے قصہ کے کسی واقعہ کے بارے میں ملتے ہیں، وہاں عیسیٰ علیہ السلام سے ۷۰۰ سال پہلے ماضی میں کوئی انسانی آبادی نہیں پائی گئی، رامائن کی (Archaeology) نامی پروجیکٹ کے تحت ایودھیا کے بعض مقامات پر کھدائیوں سے یہ حقیقت سامنے آئی اور اس سوال کا مثبت انداز میں تاریخی اور آثار قدیمہ کی شہادتوں کے ساتھ جواب دینا تقریباً ناممکن ہے کہ رام ایک تاریخی شخصیت یا تاریخ میں گذرے ہوئے انسان تھے۔(ایودھیا کا تنازعہ:۵۳۔۵۴)

ایودھیا کا محل وقوع:

یہ تو مؤرخین اور اصحابِ تحقیق کا بیان ہے؛ لیکن بہ طور فرض وتقدیر برادرانِ وطن نے رام جی کے وجود کو عقیدہ کا حصہ مان لیا ہے تو ہم بھی اس کو تسلیم کرلیں تو پھر سوال یہ ہے کہ ایودھیا سے کون سی جگہ مراد ہے؟ وہی جگہ جو ابھی ایودھیا کہلاتی ہے یا کوئی اور جگہ؟ اس میں بھی خاصا اختلاف ہے۔ آثار قدیمہ کے سابق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ایم، ڈی، امین، کرشنا راؤ نے دعویٰ کیا تھا کہ اصل ایودھیا ہریانہ کا مقام ’’بناؤلی‘‘ ہے اور ان کے بہ قول اس سلسلہ میں ان کے پاس دلائل بھی ہیں۔(قومی آواز، دہلی:۶/مارچ ۱۹۹۸ء)

رام پور کے ایک پنڈت جی کا دعویٰ ہے کہ رام جی کی پیدائش کی اصل جگہ رام پور ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس ثبوت ہے۔

☆.... نیپال کے سابق وزیر اعظم کے پی شرما کا بیان ایک سے زیادہ بار آچکا ہے کہ رام جی نیپال میں پیدا ہوئے تھے اور رامائن میں جس

ایودھیا کا ذکر ہے، وہ نیپال کے شہر بیر گنج سے مغرب میں واقع ہے۔

(بی بی سی اردو نیوز:۱۵؍جولائی ۲۰۲۰ء)

☆....آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا اور اس سے قبل بنارس ہندو یونیورسٹی نے ایودھیا نندی گرام اور چترکوٹ میں کھدائیاں کیں؛ تاکہ شری رام کے دور کے آثار و واقعات کا پتہ لگایا جائے، نندی گرام کو بھرت نے شری رام کے بن باس کے دوران پایہ تخت بنایا تھا اور چترکوٹ میں شری رام نے کچھ عرصہ قیام کیا تھا، ان کھدائیوں نے ثابت کیا کہ شری رام کے زمانہ میں ان مقامات کا کوئی وجود نہیں تھا، ان مقامات پر شری رام کے زمانہ میں کوئی انسانی آبادی نہیں تھی، ان مقامات پر انسانوں نے شری رام کے بہت بعد ہزاروں سال بعد سے بسنا شروع کیا، اس لئے آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا نے ۱۹۸۰ء کے بعد کھدائیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔

(ایودھیا تنازعہ:۵۷، تالیف: جناب محمد عبدالرحیم قریشیؒ)

اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فی الحال جو جگہ ایودھیا سے موسوم ہے، وہ وہ ایودھیا نہیں ہے، جس میں رام جی کی پیدائش ہوئی تھی۔

☆....آرکیا لوجیکل سروے آف انڈیا کے جسو رام نے اپنی تحقیق ’’رامائن کا قدیم جغرافیہ‘‘ کے نام سے مرتب کی ہے، ان کی تحقیق کے مطابق دو الگ الگ ایودھیا ہیں، ایک وہ جو رام سے پہلے بسایا گیا، دوسرا: وہ جس کو رام نے بسایا؛ چنانچہ ان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

☆.... رامائن کے مطابق رام نے دریائے سریو پر پہلا شہر تعمیر کیا اور اس کا نام ایودھیا رکھا، یہ دریائے سریو، دریائے گھاگھرا نہیں ہے؛ بلکہ رِگ وید کے مطابق دریائے سندھ میں گرنے والا دریا ہے، اس دریا پر واحد قدیم شہر ہڑپہ ہے جو حصار بند ہے، مہابھارت کے مطابق ایودھیا دریائے ایراوتی اور دریائے سریو کے درمیان واقع تھا، اس لئے رام سے پہلے کا تعمیر کردہ ایودھیا رحمٰن ڈیری ہے اور بعد کا رام کا تعمیر کردہ ایودھیا ہڑپہ ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ انھوں نے بی بی لال سے بھی گفتگو کی، جنھوں نے اتفاق کیا کہ موجودہ ایودھیا شری رام کا ایودھیا نہیں ہے، دو ایودھیا جن میں سے ایک کو رام کے پردادا راجا رگھو نے تعمیر کیا اور دوسرا ایودھیا جس کو خود رام نے تعمیر کیا، یہ دونوں ایودھیا پاکستان کے شمال مغربی صوبہ کے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہیں۔ (ایودھیا کا تنازعہ:۶۰، تالیف: محمد عبدالرحیم قریشیؒ)

رام جی کی جائے ولادت:

اگر ایودھیا وہی جگہ ہے جو اس وقت ’’ایودھیا‘‘ کہلاتی ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ اس شہر میں رام جی کی پیدائش کس جگہ پر ہوئی تھی؟ کیوں کہ اِس وقت ایودھیا میں ڈبلو اے تیاگی کے بہ قول ۲۳ ایسے مندر موجود ہیں جن کے بارے میں ان مندروں کے متولیوں کا دعویٰ ہے کہ یہی رام جی کی جائے پیدائش ہے، پروفیسر سری واستو نے لکھا ہے کہ ۱۹۰۲ء میں رام جی کی اصل جائے پیدائش معلوم کرنے کے لئے باضابطہ ایک کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی، اس کمیٹی نے کافی تلاش و جستجو کے بعد دو مقامات کے بارے میں اندازہ لگایا کہ شاید یہ رام جی کی جائے پیدائش ہو، ان میں سے ایک کا نام ’’رام جنم استھل‘‘ رکھا، اور دوسرے کا ’’رام جنم بھومی‘‘ (Disputedmosque) یہ دونوں جگہیں بابری مسجد کے علاوہ ہیں۔

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر رادھا کرشن کے بیٹے پروفیسر ایس گوپال نے مدراس میں اپنے ایک خطبہ میں کہا کہ ایودھیا میں ۱۳۰ ایسے مقامات موجود ہیں، جن کے پجاری کہتے ہیں کہ یہی اصل میں رام کا جنم استھان ہے۔ (ہندوستان میں گمراہ کن تاریخ نویسی:۱۰۸، تالیف: ڈاکٹر مختار احمد مکی)

(جاری)

بقیہ:......اداریہ

پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہم اپنی بے بسی، بے چینی اور شرمندگی کا اظہار کررہے ہیں۔اے اللہ تو قادر مطلق ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔ہم بے حد شرمندہ ہیں کہ اس جگہ کو شرک کا اڈا بننے سے نہیں روک سکے، تمام تر کوششوں کے باوجود آج یہاں پر مورتی کی پوجا کی جارہی ہے، اللہ اکبر کی صداؤں سے معمور یہ زمین آج شرک کی آماجگاہ بن گئی ہے۔نماز اور سجدہ کی جگہ شرکیہ عمل کیا جارہا ہے۔اے اللہ تو اس جگہ کو کفر اور شرک کا اڈا بننے سے بچالے، تاریخ شاہد ہے، آپ نے ابابیلوں کا لشکر بھیج کر خانہ کعبہ کی حفاظت کی ہے، ابرہہ کے لشکر کو تباہ و برباد کیا ہے۔اے اللہ! آج ہم بھی یہاں بے بس ہیں، ہم نے قانونی طور پر کوشش کی، تمام راستہ اختیار کیا اس کے باوجود مسجد ہم نہیں بچا سکے ہیں۔

یا رب! دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنّا دے جو قلب کو گرما دے، جو رُوح کو تڑپا دے
پھر وادیِ فاراں کے ہر ذرّے کو چمکا دے پھر شوقِ تماشا دے، پھر ذوقِ تقاضا دے‘‘

وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

''جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر) مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

ہماری اس صحابیہؓ نے مجد وشرف کو ہر طرف سے سمیٹ رکھا تھا۔ ان کے والد، ان کے دادا، ان کی بہن، ان کے خاوند اور ان کے صاحبزادے ان سب لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیابی کا شرف حاصل تھا۔ ان کے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ جو زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے دوست اور وفات کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے۔ ان کے دادا حضرت ابوبکر کے والد ابوعتیق تھے۔ ان کی بہن ام المومنین حضرت عائشہؓ طاہرہ جن کی برأت میں قرآن نازل ہوا۔ ان کے خاوند حواریٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت زبیر بن عوام اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ مختصراً اتنا جان لینا کافی ہے کہ وہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سابقین اسلام میں تھیں۔ سترہ مردوں اور عورتوں کے سوا اس فضل عظیم میں کسی دوسرے انسان کو ان کے اوپر سبقت نہیں حاصل تھی۔ ان کا لقب ''ذات النطاقین'' تھا۔ ان کا یہ لقب اس وجہ سے پڑا تھا کہ انہوں نے ہجرت مدینہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اپنے والد کے لئے زادِ سفر اور پانی کے مشکیزہ کا انتظام کیا اور جب ان دونوں چیزوں کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی تو انہوں نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے توشہ دان اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض ان کو جنت میں دو کمر بند عطا فرمائے۔ اسی وجہ سے ان کا لقب ''ذات النطاقین'' پڑ گیا۔

ان کی شادی حضرت زبیرؓ بن عوام سے ہوئی تھی جو ایک مفلس نوجوان تھے۔ ان کے پاس نہ کوئی خادم تھا جو ان کے خدمت کرتا، نہ ایک گھوڑے کے علاوہ کوئی مال تھا، جسے وہ اپنے اہل وعیال پر فراوانی کے ساتھ خرچ کرتے۔ ایسی صورت میں حضرت اسماءؓ ان کے لئے ایک بہترین رفیقۂ حیات ثابت ہوئیں۔ وہ انکی خدمت بھی کرتیں اور ان کے گھوڑے کی دیکھ بھال اور ان کے رکھ رکھاؤ کے ساتھ ساتھ اس کے چارے کے لئے کھجور کی گٹھلیاں بھی پیستی تھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زبیرؓ کو کشادگی اور فراخی سے نواز دیا اور ان کا شمار مالدار ترین صحابہ کرامؓ میں ہونے لگا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے اندر عمدہ خصائل، شریفانہ عادات واطوار اور غیر معمولی عقل وخرد کے ساتھ ساتھ حلم وبُردباری کی جو بہترین خوبیاں یکجا تھیں وہ شاذ و نادر ہی کسی مرد میں بھی اکٹھا پائی جاتی ہیں۔ ان کی سخاوت و دریا دلی ضرب المثل تھی۔ ان کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیرؓ کا بیان ہے:

''میں نے کبھی کسی دو عورتوں کو نہیں دیکھا جو میری خالہ عائشہؓ اور میری والدہ اسماءؓ سے زیادہ فیاض ہوں۔ البتہ دونوں کی فیاضی ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ میری خالہ کا حال یہ تھا کہ وہ چیزوں کو جمع کرتی رہتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب ان کے پاس کافی چیزیں ہو جاتیں تو وہ انہیں ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں، لیکن میری والدہ کوئی چیز اگلے روز کے لئے بچا کر نہیں رکھتی تھیں۔''

اس کے علاوہ حضرت اسماءؓ بڑی عقلمند اور

دوراندیش خاتون تھیں اور مشکل حالات میں نہایت دانشمندانہ رویہ اختیار کرتی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے تو اپنا سارا مال... جس کی مقدار چھ ہزار درہم تھی...اپنے ساتھ لیتے گئے اور اہلِ وعیال کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ جب ان کے والد ابوقحافہ کو... جو اس وقت تک ابھی مشرک تھے...ان کی روانگی کی خبر ہوئی تو انہوں نے گھر آ کر حضرت اسماءؓ سے کہا:

''خدا کی قسم! میرا خیال ہے ابوبکر نہ صرف یہ کہ تم لوگوں کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں بلکہ اپنے ساتھ اپنا مال بھی لیتے گئے ہیں۔ اس طرح تم لوگوں کو مالی پریشانی میں مبتلا کر گئے ہیں۔''

لیکن حضرت اسماءؓ نے ان کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا: ''نہیں دادا جان! ایسی بات نہیں ہے، وہ ہمارے لئے کافی مال چھوڑ گئے ہیں۔'' پھر انہوں نے بہت سی کنکریاں جمع کیں اور انہیں دیوار میں بنے ہوئے ایک طاق میں رکھا ...جس میں وہ مال رکھتے تھے...اوران کے اوپر ایک کپڑا ڈال کر اپنے دادا کا...جو نابینا تھے... ہاتھ پکڑ کر کہا: ''دادا جان! دیکھئے وہ ہمارے لئے کتنا زیادہ مال چھوڑ گئے ہیں۔'' اور انہوں نے ان کے اوپر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

''تب کوئی حرج نہیں ہے، اگر وہ یہ سارا مال تم لوگوں کے لئے چھوڑ گئے ہیں تو بہت اچھا کیا ہے۔''

دراصل وہ اس طرح بڑے میاں کے دل کو تسکین دینا چاہتی تھیں۔ نیز یہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ وہ ان کے اوپر اپنا مال خرچ کریں، کیونکہ ان کو کسی مشرک کا احسان گوارا نہیں تھا خواہ وہ اُن کا دادا ہی کیوں نہ ہو۔

تاریخ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے سارے کارناموں کو بھلا سکتی ہے، مگر اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے اپنی آخری ملاقات کے موقع پر انہوں نے جس دانشمندی اور بُردباری، دُور اندیشی و ہوشیاری اور قوتِ ایمانی کا مظاہرہ کیا تھا، تاریخ کے لئے اس کو فراموش کر دینا ناممکن ہے۔

یزید بن معاویہ کے مرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی اور پورا حجاز، مصر، عراق، خُراسان اور شام کا بیشتر علاقہ ان کے ماتحت آ گیا۔ اس کے فوراً ہی بعد بنوامیہ نے حجاج بن یوسف کی قیادت میں ایک لشکرِ جراران کے مقابلے کے لئے روانہ کر دیا اور فریقین کے درمیان کئی زبردست معرکے برپا ہوئے۔ ان معرکہ آرائیوں میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے غیر معمولی شجاعت ومردانگی کا مظاہرہ کیا، جوان کے جیسے بہادر شہسواروں کے شایانِ شان تھا، لیکن دھیرے دھیرے ان کے بہت سے حامی ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہوتے گئے۔ آخر کار وہ اور ان کے تھوڑے سے باقی ماندہ ساتھی بیت اللہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن زبیر نے اپنی شہادت سے صرف چند گھنٹے پہلے اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں...جو اس وقت کافی بوڑھی اور نابینا ہو چکی تھیں...حاضر ہو کر سلام کیا۔ حضرت اسماءؓ نے ان کے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا:

''عبداللہ! اس وقت جب کہ حجاج کی قلعہ شکن توپوں کی شدید سنگ باری سے...جو وہ حرم میں پناہ گزیں تمہارے آدمیوں پر کر رہی ہیں...مکے کے درو دیوار لرز رہے ہیں، تم کس ضرورت سے آئے ہو؟''

''امی! میں اس وقت آپ سے کچھ مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔''

انہوں نے جواب دیا۔

''مجھ سے مشورہ لینے آئے ہو! کس معاملے میں؟ حضرت اسماءؓ نے تعجب سے پوچھا: ''زیادہ تر لوگوں نے میری مدد سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور وہ حجاج کے خوف یا اس سے مادی فوائد کے حصول پر میرا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ میرے لڑکے اور گھر والے بھی مجھ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ اب میرے ساتھ صرف تھوڑے سے آدمی بچ گئے ہیں اور ان کا بھی حال یہ ہے کہ جب ان کی قوت برداشت جواب دے جائے گی تو وہ بھی گھنٹے دو گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹک سکیں گے اور ادھر بنوامیہ کے قاصد برابر میرے سامنے یہ پیشکش کر رہے ہیں کہ اگر میں ہتھیار ڈال دوں اور عبدالملک بن مروان کی بیعت کر لوں تو وہ میرا ہر دنیاوی مطالبہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔'' انہوں نے کہا۔

''عبداللہ! یہ تمہارا اپنا معاملہ ہے اور تم خود اپنے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہو۔ اگر تمہیں اپنے موقف کی حقانیت اور صداقت کا یقین ہے اور تم حق کی طرف دعوت دے رہے ہو تو اپنے موقف پر ڈٹے رہو اور اپنے ان ساتھیوں کی طرح صبر و استقلال سے کام لو جنہوں نے تمہارے جھنڈے کے نیچے لڑتے ہوئے اپنی جانیں دے دی ہیں، اور اگر تم نے اس کی ذریعہ دنیا حاصل کرنا چاہا تھا تو تم ایک بہت بُرے آدمی ہو کہ خود کو بھی ہلاک کیا اور اپنے آدمیوں کو بھی۔'' یہ کہتے ہوئے ان کی آواز بلند ہو گئی تھی۔

''لیکن اس صورت میں، میں آج لازماً قتل کر دیا جاؤں گا۔'' حضرت عبداللہؓ نے کہا۔

’’یہ تمہارے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو حجاج کے حوالے کردو اور بنوامیہ کے لڑکے تمہارے سر سے کھیلیں۔‘‘ حضرت اسماءؓ نے فرمایا۔

’’میں قتل ہونے سے نہیں ڈرتا، بلکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ وہ میرا مثلہ کردیں گے۔‘‘ حضرت عبداللہؓ نے کہا۔

’’قتل ہوجانے کے بعد ایسی کوئی چیز نہیں ہے، جس سے آدمی خوف محسوس کرے۔اس لئے کہ بکری جب ذبح کردی گئی تو کھال کھینچنے سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔‘‘ حضرت اسماءؓ نے فرمایا۔

یہ سن کر حضرت عبداللہؓ کی پیشانی خوشی سے چمک اٹھی اورانہوں نے کہا:

’’امی! کتنی عظیم ہیں آپ اور کتنی عظیم ہے آپ کی سیرت، میں اس وقت آپ کے پاس یہی باتیں سننے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ خدا کی قسم نہ میرے حوصلے پست ہوئے ہیں، نہ میرے اندر کسی قسم کی کمزوری پیدا ہوئی ہے۔ خدا شاہد ہے کہ میں جس کام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہوں، اس کا محرک دنیا اور اس کی عیش و آرام کی طلب نہیں ہے، بلکہ میرے پیش نظر اس بات پر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے غم و غصہ کا اظہار ہے کہ اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرلیا گیا ہے، اور یہ لیجیے میں آپ کی پسندیدہ چیز کی طرف جارہا ہوں۔ جب میں قتل کردیا جاؤں تو میرے اوپر حزن و ملال کا اظہار کرنے کے بجائے اپنے معاملے کو خدا کے سپرد کردیجئے گا۔‘‘

’’مجھے تمہارے اوپر غم اس وقت ہوتا جب تم باطل کی راہ میں قتل کئے جاتے۔‘‘ حضرت اسماءؓ نے کہا۔

’’امی! آپ مطمئن رہیں کہ آپ کے بیٹے نے نہ تو کبھی کسی منکر کے ارتکاب کا قصد کیا، نہ کسی بدکاری سے ملوث ہوا، نہ خدا کے حکم سے تجاوز کیا، نہ کسی کو امان دے کر اس سے غداری کی، نہ کسی مسلمان یا ذمی پر دانستہ کوئی ظلم کیا اور نہ کوئی چیز اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے زیادہ قابل ترجیح رہی۔ یہ باتیں میں نے اپنی پاکیزگی اور طہارت کے اظہار کے طور پر نہیں کہی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔میں نے یہ باتیں صرف آپ کی تسکینِ قلب کے لئے کہی ہیں۔‘‘ حضرت عبداللہؓ نے کہا۔

’’شکر ہے اس خدا کا جس نے تم کو اپنے اور میرے پسندیدہ راستے پر گامزن کیا ہے۔میرے بچے! میرے قریب آجاؤ تاکہ میں تمہاری خوشبو سونگھ لوں اور تمہارے جسم کو چھولوں کیونکہ یہ تم سے آخری ملاقات ہے۔‘‘ حضرت اسماءؓ نے کہا۔

اور حضرت عبداللہؓ جھک کر ان کے ہاتھوں اور پیر کو بے تحاشا چومنے لگے اور وہ اپنی ناک کو ان کے سر، چہرے اور گردن پر پھیر کر سونگھنے اور بوسہ دینے لگیں، اور انہوں نے اپنے ہاتھوں کو ان کے بدن پر پھیرتے ہوئے اچانک یہ کہتے ہوئے ان کو واپس کھینچ لیا۔

’’عبداللہ! یہ کیا چیز ہے جو تم پہنے ہوئے ہو؟‘‘ ’’یہ میری زرہ ہے۔‘‘ انہوں نے جواب دیا۔

’’بیٹے! یہ اس شخص کا لباس نہیں ہے جو شہادت کا طالب ہو۔‘‘ حضرت اسماءؓ نے کہا۔

’’یہ تو میں نے صرف آپ کی تسکین کی خاطر اور اطمینانِ قلب کے لئے پہنا ہے۔‘‘ انہوں نے کہا۔

’’اس کو اپنے جسم سے الگ کردو۔اس طرح تم کو تیزی سے حرکت کرنے میں سہولت ہوگی اور پوری قوت کے ساتھ دشمن پر حملہ کرسکوگے اور اس کی جگہ لمبا پائجامہ پہن لوتا کہ جب تم گرو تو تمہارے ستر کے کھلنے کا اندیشہ نہ رہے۔‘‘ حضرت اسماءؓ نے کہا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہؓ نے اپنی زرہ اتار دی اور اپنے پائجامے کو کس کر باندھ لیا اور یہ کہتے ہوئے جنگ کے لئے حرم کی طرف روانہ ہوگئے:

’’امی! میرے لئے دعا میں کوتاہی نہ کیجئے گا۔‘‘ اور حضرت اسماءؓ نے دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھادیا۔

’’بارِ الٰہا! رات کی تاریکیوں میں جب لوگ میٹھی نیند کے مزے لے رہے ہوتے ہیں... اس کے طویل قیام، اس کی شدتِ گریہ وزاری اور اس کی سسکیوں پر رحم فرمانا۔‘‘

’’خدایا! مکہ اور مدینہ کی گرم دوپہر میں روزہ رکھ کر اس کے بھوک اور پیاس کی سختی برداشت کرنے پر رحم کرنا۔‘‘

’’میرے رب! اس کے اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک پر رحم کرنا۔‘‘

’’میرے معبود! میں نے اس کو تیری مشیت کے حوالے کردیا اور اس کے متعلق تیرے فیصلے پر سرِتسلیم خم کردیا۔ اس پر مجھ کو صابرین کا اجر عطا فرمانا۔‘‘ اور اس روز کے سورج کے غروب ہونے سے پہلے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رب کے جوارِ رحمت میں پہنچ چکے تھے اور ان کی شہادت پر دس سے کچھ ہی زیادہ دن گزرے تھے کہ ان کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بھی ان سے جاملیں۔ اس وقت اگرچہ ان کی عمر سو سال تھی، مگر اس پیرانہ سالی کے باوجود نہ تو ان کا کوئی دانت ٹوٹا تھا، نہ داڑھ گری تھی نہ ان کی عقل میں کسی قسم کا فتور پیدا ہوا تھا۔☆☆

حدیثِ نظر

بُتوں سے پھر گیا دل، اب اُدھر دیکھا نہیں جاتا
درِ مولیٰ پہ ہوں اور سُوئے دَر دیکھا نہیں جاتا

رُخِ خیرالبشر ﷺ تو پھر رُخِ خیرالبشر ﷺ ٹھہرا
ان آنکھوں سے درِ خیرالبشر ﷺ دیکھا نہیں جاتا

ہزار آئینے برتے ہیں ہزار آئینہ بیں دیکھے
ترے جلووں سے کوئی بہرہ وَر دیکھا نہیں جاتا

اسی کوچے میں بیٹھا ہوں، یہیں سے مر کے اٹھوں گا
گدا بے شک ہوں، کوئی اور دَر دیکھا نہیں جاتا

میرے مولا رہوں کب تک میں ان بے دین لوگوں میں
کہ یہ جبرِ مسلسل عمر بھر دیکھا نہیں جاتا

جو سمٹیں آنسوؤں کی جھالریں سب کچھ نظر آئے
خطا کس کی ہے، جو اے چشمِ تر دیکھا نہیں جاتا

کبھی مہتاب کی صورت اتر بھی آؤ آنگن میں
ستاروں کو مسلسل رات بھر دیکھا نہیں جاتا

مسلسل ہو رہی جانے کیوں امت کی رُسوائی
دعاؤں میں یہ افلاسِ اثر دیکھا نہیں جاتا

کھڑا ہوں کب سے محرابِ حرم کے سامنے دانش
نظر رہ رہ کے اٹھتی ہے مگر دیکھا نہیں جاتا

احسان دانش

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۲

ازافادات:..... حضرت فیروزعبداللہ میمن مدظلہ

اسمارٹ فون: اَخلاقِ رذیلہ کا سرچشمہ

اسمارٹ فون کی وجہ سے عوام وخواص، خواہ مرد ہوں یا خواتین ہوں، مختلف قسم کے اَخلاق رذیلہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں اوران کو اپنی اصلاح کی فکر بھی نہیں ہوتی۔

غیبت کا بازار گرم: میں اپنی ماں بہن بہو بیٹیوں کو بھی کہتا ہوں کہ اللہ سے دوستی لگائیں، اتنی دیر اللہ سے بات چیت کریں۔ کیا فون پر طویل گفتگو میں کوئی غیبت نہیں کرتا؟ لمبی گفتگو میں غیبت سے کیسے بچ سکتی ہو؟ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی ؒ فرماتے ہیں جہاں کہیں دو عورتوں نے بات شروع کی، تھوڑی دیر بعد غیبت شروع ہوجائے گی، الّا ماشاء اللہ! اور یہ بھی حضرت مجدد تھانوی ؒ کی بات ہے، فرمایا کہ اَجی! اپنے بکھیڑے تھوڑے ہیں جو ہم دوسروں کے بکھیڑوں میں پڑیں۔ جب پہلے پیکیج نہیں تھے تو رشتہ داروں اور دوستوں سے کیسے بات کرتے تھے؟ اب بھی ویسے ہی کرو، پانچ منٹ دس منٹ کرلو۔ کئی گھنٹے موبائل پیکیج پر فضول باتیں کرنا کیا یہ گناہ نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ پوچھیں گے نہیں کہ تم نے وقت کہاں استعمال کیا؟ میں یہ بات ایسے ہی نہیں کہہ رہا، خواتین چار چار پانچ پانچ گھنٹے مفت پیکیج پر باتیں کررہی ہیں۔

موبائل کے استعمال کی وجہ سے

اَخلاق خراب: موبائل کی فضولیات کے ساتھ نہ شوہر کی اطاعت ہوسکتی ہے، نہ ماں باپ، ساس سسر کی خدمت ہوسکتی ہے، نہ اولاد کی تربیت ہوسکتی ہے۔ خاتون جب ٹیلی فون یا نیٹ کے ذریعہ پیکیج پر بات کرے گی اوراس دوران جب بچہ روئے گا، اسے بھوک لگے گی یا پیشاب پاخانہ کردے گا تو خاتون اسے لات مارے گی کہ تُو کہاں بیچ میں آ گیا، بُرا بھلا کہے گی، تھپڑ مارے گی، کیونکہ وہ فون بند تو نہیں کرے گی۔ معصوم بچے کی پٹائی کرنے سے کیا اللہ راضی ہوگا؟

ریا اورحبِ جاہ کا مرض: خواتین جو اسمارٹ فون رکھتی ہیں، اس سے فیشن پرستی میں بھی مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔ انہیں تو لباس کے فیشن کی طرح موبائل بھی نئے فیشن والا چاہیے، کہتی ہیں فلاں خاتون کے پاس ہے تو میرے پاس بھی ہونا چاہیے۔ احساسِ کمتری، ریا، دکھلاوا، شرکِ خفی میں مبتلا ہورہی ہیں کہ میں دوسروں کو دکھاؤں کہ میرے پاس بھی اسمارٹ فون ہے۔ پھرنیٹ پر کپڑوں کے ڈیزائن تلاش کرتی ہیں جس میں بے حیا عورتیں نظر آتی ہیں، یا کھانے کی ترکیبیں سیکھنے کے بہانے موبائل خریدتی ہیں۔ مہنگا موبائل خریدنے میں جاہ بھی چھپی ہوتی ہے کہ شہرت ملے اورلوگ تعریف کریں کہ میرے پاس قیمتی موبائل ہے۔ عجیب عجیب ڈیزائن کے مہنگے موبائل خرید لیتی ہیں، پھر دوسروں کو دکھانے کے لئے ان کے بات کرنے کا انداز بھی بدل جاتا ہے، بات بات میں جان بوجھ کر موبائل دکھاتی ہیں کہ میرے پاس اتنا مہنگا موبائل ہے۔ کیا یہ ریا نہیں ہے؟ اب جن خواتین کے پاس بڑا موبائل نہیں ہوگا تو اگر وہ سمجھدار ہوں گی تو خوش ہوں گی کہ اس بلا سے اللہ نے محفوظ رکھا اور عقلمند نہیں ہوں گی تو احساسِ کمتری کا شکار ہوجائیں گی۔

ناشکری اور حرص کا مرض: اسمارٹ فون سے ناشکری اور حرص کا مرض بھی پیدا ہوتا ہے۔ کیسے؟ خواتین ویب کیمرہ یا واٹس ایپ پر اپنے رشتے داروں کے گھر کی مختلف اشیاء مثلاً پردے، کراکری، کھلونے، کپڑے وغیرہ دیکھ کر ناشکری کرتی ہیں کہ ہمارے پاس یہ سب کچھ کیوں نہیں ہے۔ اسی طرح مختلف ملکوں کے رشتے داروں سے رابطہ ہوتا ہے تو ان سے کہتے ہیں کہ اپنا گھر دکھاؤ، بیٹھنے کی جگہ دکھاؤ، کراکری دکھاؤ، فرش اور کارپٹ دکھاؤ، جو چیزیں چھپا کر رکھنے کی ہیں وہ سب لائیو دکھا رہے ہیں، یا ویڈیو بنا کر بھیج رہے ہیں۔ جن لوگوں کے پاس یہ چیزیں نہیں ہوں گی ان کو حسرت ہوگی، وہ ناشکری کے گناہ میں مبتلا ہوں گے اور دکھانے والا ریا کے گناہ میں مبتلا ہوگا۔ یہ سب دکھانے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

یہی کہ سب پوچھیں کہ یہ چیز کتنے کی لی؟اور ہمارا رعب جمے کہ اچھا!اتنی مہنگی لی ہے۔اسی طرح اپنی بچیوں کے جہیز کا سامان،زیورات اور کپڑے دوسروں کوموبائل پر دکھانے سے نظر بھی لگ جاتی ہے،پھر روتے پھرتے ہیں کہ کسی کی نظر لگ گئی،حالانکہ یہ دکھانا ریا ہے۔

گنجائش سے مہنگی چیزیں خریدنے کے لئے قرض لینا: دوسری بات یہ ہے کہ جب یہاں اس کوخریدنے کی استطاعت نہیں ہوگی توسود والے کریڈٹ کارڈ سے قرض لیا جائے گا اور قرضوں میں ڈوبتے جائیں گے،ہر وقت مقروض ہیں،ہر وقت دوسروں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔گھر کی خواتین کی فرمائشیں بھی کم نہیں ہوتیں،جیسے کسی بڑے اسٹور یا شاپنگ مال میں جو جاتا ہے تو یا تو ناشکری کرنے لگتا ہے یا حیثیت سے زیادہ خریداری کرتا ہے۔اب جب باہر ملک کی چیزیں دیکھیں گے کہ وہاں سردی کے کپڑے اتنے مہنگے ہیں توفوراً یہاں سے کہا جاتا ہے کہ ہم آپ کوڈالر بھیج رہے ہیں،آپ یہ کپڑے خرید کرکسی کے ساتھ یہاں بھجوادیں۔دن بدن اتنے خرچے بڑھیں گے کہ مقروض ہوکر منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ایسے لوگوں کا پیٹ کبھی نہیں بھرے گا کیونکہ نہ موجودہ نعمت پر شکر ہوتا ہے نہ قناعت ہوتی ہے۔دنیا میں اپنے سے کم والوں کونہیں دیکھیں گے اور دین میں اپنے سے اوپر والوں کونہیں دیکھیں گے،اللہ سے کسی حالت میں راضی نہیں ہوں گے،ناشکری نے کہاں سے کہاں پہنچایا۔

قناعت نہ ہونے سے ایمان کی بربادی: ہر وقت دل میں ناشکری اور حسرت کرتے ہیں کہ کاش!میں بھی کینیڈا،امریکا چلا جاتا۔بےحدو حساب کوشش کر کے کفار ممالک کی شہریت لیتے ہیں،وہاں منتقل ہوتے ہیں،پھر نہ صرف اپنا ایمان ضائع کرتے ہیں بلکہ اپنی آنے والی نسلوں کوبھی برباد کرتے ہیں۔ناشکری کرکے بیویاں اپنے شوہروں سے کہتی ہیں آپ نے ہمیں دیا کیا ہے؟مہنگی چیزیں آپ خرید نہیں سکتے کیونکہ آپ کی تنخواہ کم ہے لہٰذا کینیڈا چلو،امریکا چلو۔رات دن یہی رٹ لگا کرگھر کا سکون برباد کردیتی ہیں۔کفار ممالک کی شہریت لینے کے بارے میں ہمارے یہاں شیخ حضرت مولانا موسیٰ عراقی صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا تھا، تمام لوگوں کووہ بیان سننا چاہیے۔

تجسس اور پروپیگنڈا کرکے بدنام کرنا: آج کل ایک دوسرے کے راز کے پیچھے پڑتے ہیں،تجسس کرتے ہیں،غلطیوں کی ٹوہ لگاتے ہیں،اور بعض بےحیا موبائل ہیک کرکے تمام ڈیٹا چوری کرلیتے ہیں،پھرعزت کی دھجیاں اُڑا کرمزے لیتے ہیں حالانکہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کعبہ شریف دیکھ کرفرمایا تھا:اے کعبہ!تیری عزت سر آنکھوں پر ہے لیکن مومن کی آبرو تجھ سے بڑھ کر ہے۔دوسروں کے عیبوں پر پردہ رکھنے کے بجائے ان کواور پھیلاتے ہیں،حالانکہ دوسروں کے عیب تو چھپانے کا حکم ہے۔موبائل کے ذریعہ پردہ دری، پروپیگنڈہ،جھوٹ کو سچ اور سچ کوجھوٹ بنانا بھی عام ہوتا جارہا ہے،گناہوں کی تصویر بنا کرستاتے اور ذلیل کرتے ہیں،حالانکہ عیب دیکھنا بھی منع اورعیب ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔

کسی کوذلیل کرنے پروعید: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرورِعالم رسالت مآب آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (الصحیح لمسلم : (قدیمی)؛ کتاب البر والصلۃ والاداب؛ ج۲ص۳۲۲)

(ترجمہ: جو بندہ دنیا میں کسی بندے کے عیب چھپائے گا،قیامت کے دن اللہ اس کے عیب چھپائے گا۔) تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے، اور اللہ کو اپنے بندوں کی عیب جوئی،ان کو بدنام کرنا سخت ناپسند ہے،اتنا ناپسند ہے کہ اس کوزنا سے زیادہ اشد قرار دے دیا: ((اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا)) (مشکوٰۃ المصابیح:(قدیمی)؛باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم؛ص۴۱۵)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ شدید ہے۔ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اس کی مثال دیا کرتے تھے کہ دیکھو!اپنا بیٹا کتنا ہی نالائق ہو اور باپ اسے ڈانٹتا بھی ہو مگر باپ یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرے بیٹے پر محلہ میں کوئی دوسرا تبصرہ کرے،اس سے اس کا دل دُکھتا ہے۔اسی طرح اللہ کوحق ہے اپنے بندوں کوڈانٹ لگانے کا مگر تم کیوں اس پر تبصرہ کرتے ہو؟اگر تم واقعی مخلص ہوتو اسے ادب واکرام سے سمجھاؤ،اس کے لئے دعائیں مانگو،روؤ کہ اے اللہ!وہ بےنمازی ہے اسے نمازی بنادے، کچھ آنسو گراؤ، پھر دیکھو تمہارے دل میں کیسا نور بڑھتا ہے۔

واٹس ایپ گروپ کی وجہ سے جھگڑے: اسمارٹ فون پر خاندانوں اوردوستوں کے واٹس ایپ گروپ بنے ہوئے ہیں،جس میں فضول بحث ومباحثوں کے ساتھ غیبت، بہتان تراشی اور تنقید کا بازار گرم رہتا ہے،اس کوگناہ ہی نہیں سمجھتے۔فضول باتوں میں وقت الگ برباد کرتے ہیں اور تلخیاں الگ ہوتی ہیں۔ساس بہو میں کچھ جھگڑا ہوا اور بہو ناراض ہوکر میکے چلی گئی تو

نیٹ کے گروپ میں غیبت، برائی اور الزامات لگا کر مزید دوریاں پیدا کرتے ہیں۔خاندان کے جھگڑے، میاں بیوی، ساس بہو کے جھگڑے ٹیپ کر لیتے ہیں، پھر اس میں سے اپنی غلط باتوں کو نکال کر دوسروں کی غلطیوں کو پھیلاتے ہیں، خصوصاً بہو کو، بھابیوں وغیرہ کو بدنام کر کے لڑاتے ہیں۔صلح کی بجائے آگ لگا کر طلاق کرا دیتے ہیں کیونکہ جوڑنے والے کم اور توڑنے والے اور تماشہ دیکھ کر خوش ہونے والے زیادہ ہوتے ہیں۔

بلیک میلنگ کرنا: موبائل کے ذریعہ بلیک میل کرنے کا سلسلہ بھی عام ہے، خواتین کو، ہوٹلوں، دکانوں کی تصاویر لگا کر بلیک میل کرتے ہیں، لوگوں کی بددعائیں لیتے ہیں، عزت والے لوگ بدنام ہو جاتے ہیں اور یہ لوگ خوشیاں مناتے ہیں کہ ہم نے بڑا کارنامہ کر لیا۔اسی طرح بعض لوگ علماء اور بزرگانِ دین کی ویب سائٹ ہیک کر کے اس پر غلط چیزیں ڈال کر ان کو بدنام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

اسمارٹ فون: اس زمانے کا دجالی فتنہ

تمام گناہ ایک آلے میں جمع: آج اس اسمارٹ فون نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے غافل کیا ہوا ہے۔یہ ایسا فتنہ ہے کہ اس نے اپنے اندر تمام گناہوں کو سمیٹ لیا ہے جیسا کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبh نے مثال دی کہ ایک آدمی نے کئی گناہ کئے، فلم دیکھنے گیا، پھر وہاں سے کسی کلب گیا، پھر لڑکی سے ملنے اس کے کالج کے پاس کھڑا رہا، ویڈیو شاپ پر گیا، یہ سارے کام ایک وقت میں کیسے ہو سکتے ہیں؟ پھر مختلف ملکوں میں بے حیائی کی جگہیں ہیں، اس موبائل نے تمام گناہوں کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے، جیسے ٹی وی اور نیٹ وغیرہ سینکڑوں گناہوں کی جڑ ہے، اب یہ سارے گناہ ایک چھوٹے سے آلہ میں جمع ہو گئے ہیں۔پہلے ایک وقت میں ایک گناہ کیا جاتا تھا، اب بیٹھے بیٹھے بیک وقت کئی گناہوں میں با آسانی مبتلا ہو جاتا ہے، اِدھر سے اُدھر پلک جھپکنے میں گناہ ہی گناہ، کبھی لندن کی بدمعاشی دیکھ رہا ہوگا، کبھی یورپ کی بدمعاشیاں دیکھ رہا ہوگا، آدھی رات کو تہجد کے وقت ایسے کام کر رہا ہے، حالانکہ اس وقت عبادت کا کتنا ثواب ہے اور یہ گناہِ کبیرہ میں ڈوبا ہوا ہے۔

اس زمانے کا دجال: دجالِ اکبر تو آخر زمانے میں ضرور آئے گا لیکن اس سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجالی فتنے آتے رہیں گے، بہت سے علماء فرما رہے ہیں کہ موبائل اس زمانے کا دجال ہے جس نے بہت بڑا فتنہ برپا کر دیا ہے۔اس نے عوام اور خواص سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، الا ماشاءاللہ! جیسے دجال کا فتنہ ہر جگہ پہنچے گا اسی طرح موبائل کا فتنہ بھی ہر جگہ پہنچ گیا، یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹیوں اور دشت و بیابان اور جنگلوں کو بھی نہیں چھوڑا۔اکثر سفر کرتے ہوئے دوردراز کے علاقوں تک میں یہ حال اور یہ جال نظر آتا ہے بلکہ وہاں لوگ اور زیادہ مبتلا ہیں کیونکہ زیادہ کام کاج تو ہوتا نہیں، پورے دن ٹی وی، موبائل کی گندگی دیکھنے میں گزارتے ہیں۔

انٹرنیٹ...گناہوں کا جال: بعض لوگ دینی جذبے سے اور دین کی اشاعت کی غرض سے نیٹ یا بڑا موبائل لیتے ہیں، اور اپنے نفس پر بھروسہ کر لیتے ہیں حالانکہ نفس تو امارہ بالسوء ہے، کثرت سے برائی کا حکم کرنے والا ہے۔سمجھتے ہیں کہ ہم ہرن کا شکار کر لیں گے (یعنی دین کی خدمت کریں گے) لیکن گناہوں کی جھاڑیوں سے جنگلی سور (یعنی گندی فلمیں) ان کو دبوچ لیتا ہے۔پھر روتے ہیں کہ اے اللہ! میں تو چلا تھا آپ کو پانے کے لئے، مجھے تو گناہوں کے جنگلی سُور نے دبوچ لیا اور میں جال میں پھنس گیا۔www کا مطلب ہی ہے world wide web یعنی ’’پوری دنیا کو گھیرنے والا مکڑی کا جال‘‘۔اس طرح Internet کا مطلب ہے: ’’آپس میں ملانے والا جال‘‘ کفار کی ان سازشوں کے باوجود ہم ان جالوں میں پھنستے ہیں۔ہم جتنا فضول پیسہ ان چیزوں میں خرچ کرتے ہیں، ان کا ایک حصہ کفریہ طاقتوں کو بھی ملتا ہے، خصوصاً گندی فلموں اور گندی سائٹ کا، پھر اسی رقم کو مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

کفار وفساق ہمارے آئیڈیل: میڈیا نے کرکٹرز، فلم اسٹارز کو اتنا اُبھارا، سائن بورڈ پر ان کی بڑی بڑی تصویریں، سڑک کنارے اور چورنگیوں پر ان کے مجسمے لگائے کہ آج کا نوجوان یہی سمجھتا ہے کہ یہی لوگ کامیاب ہیں، انہی کو اپنا آئیڈیل سمجھتا ہے۔حضورِ اکرم ﷺ، صحابۂ کرامؓ اور نیک لوگوں سے اتنی محبت نہیں جتنی ان کفار سے ہے، اپنا حلیہ بھی ان جیسا بناتے ہیں سنت جیسا نہیں بناتے۔لگتا ہے مدینے والے پیارے پیغمبر ﷺ سے ہمارا کوئی تعلق اور رشتہ ہی نہیں ہے۔

کفار کی مشابہت: فلموں اور ڈراموں میں یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کا کلچر، ثقافت، لباس، عادات و اطوار دیکھ کر لڑکے اور لڑکیاں ہر بات میں ان کی مشابہت کرتے ہیں جس پر شدید وعید احادیث میں وارد ہے: ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) (مشکوٰۃ المصابیح: قدیمی)؛

کتاب اللباس؛ص ۳۷۵)

ترجمہ: سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔ یعنی جس نے کفار (یا کسی قوم) کی کسی مخصوص شئے کو اختیار کیا تو اس کا شمار انہیں میں ہوگا، جس درجہ کی وہ شئے ہے اسی درجہ کی معصیت ہوگی۔ جو کفار کی مشابہت اختیار کرے گا تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ علامت ہے کفر اور کفار کی عظمت کی کیونکہ بغیر اعتقادِ عظمت کے تشبہ نہیں ہوسکتا اور کفار کی عظمت کا اعتقاد حرام ہے۔ (حیاۃ المسلمین: روح بست و پنجم) اور ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے مثلاً لباس وغیرہ میں کفار کے ساتھ یا فساق و فجار کے ساتھ یا اہلِ تصوف وصلحاء کے ساتھ مشابہت اختیار کی تو وہ شخص گناہ اور نیکی میں ان ہی کے ساتھ ہوگا۔ (مرقاۃ: کتاب اللباس) اور مظاہرِ حق شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ مشابہت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس قوم و جماعت کی مشابہت اختیار کرے گا اس کو اسی قوم و جماعت جیسی خیر یا معصیت ملے گی، مثلاً اگر کوئی شخص اپنے لباس واطوار وغیرہ کے ذریعہ کسی غیر مسلم قوم، فساق و فجار کی مشابہت اختیار کرے گا تو وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔ اس ارشاد گرامی کے الفاظ بہت جامع و ہمہ گیر ہیں جن کے دائرے میں بہت سی باتیں اور بہت سی چیزیں آجاتی ہیں، یعنی مشابہت کا مفہوم عمومیت کا حامل ہے کہ مشابہت خواہ اَخلاق واطوار میں ہو یا افعال وکردار میں ہو اور خواہ لباس وطرزِ رہائش میں ہو اور یا کھانے پینے یا اُٹھنے بیٹھنے رہنے سہنے اور بولنے چالنے میں ہو، سب کا یہی حکم ہے۔

(مظاہرِ حق شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۴، صفحہ ۱۶۶)

مسلمان بھی کفار کے تہوار منانے لگے: یہود و نصاریٰ اور تمام کفار اپنی رسومات اور تہوار ٹی وی اور نیٹ پر دکھاتے ہیں، جنہیں ہماری اولاد موبائل پر بڑے شوق سے دیکھتی ہے مثلاً نیو ائیر، ویلنٹائن ڈے، کرسمس، آتش بازی، سالگرہ، اپریل فول، دیوالی، ہولی وغیرہ۔ ہم مسلمان جسم کے اعتبار سے تو ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے لیکن دل سے شرکت کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے دلوں میں کفار کے طور طریقوں سے نفرت کے بجائے محبت آتی ہے بلکہ ستم بالائے ستم وہی طریقے اب ہماری عملی زندگی میں بھی آرہے ہیں، وہی رسومات ہم بھی کرنے لگ گئے ہیں، ہماری پستی کی انتہا ہے کہ آج مسلمان بھی ان رسومات میں مندر اور گرجا گھروں میں جارہا ہے۔

تاریخی فلموں کے نقصانات: اسی طرح آج کل یہاں ترکی کی تاریخی فلمیں دکھائی جارہی ہیں، جس میں حرام عشق کے مناظر اور اللہ والوں کو پینٹ شرٹ اور بغیر داڑھی کے دکھایا گیا ہے۔ ٹی وی دیکھنے والے نامحرموں کو دیکھ رہے ہیں اور اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، بلکہ اس کو تبلیغِ اسلام سمجھتے ہیں حالانکہ اس سے حدودِ شریعت اور احکامِ شریعت پامال ہوتے ہیں، بھلا یہ بھی کارِ خیر ہوسکتا ہے؟ یہ نہایت شرمناک جسارت ہے جس کا دیکھنا کسی بھی مسلمان کی غیرت کے منافی ہے۔ آج کل کے ناسمجھ مسلمان یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اللہ کے پیارے بندے ان فاسقوں کی طرح ہوتے ہوں گے، نعوذ باللہ! کتنی دین کی بدنامی ہے۔ یہ ڈرامے فحش فلموں کی طرح ہیں جن سے لوگ حرام مزہ لیتے ہیں۔ بعض واقعات تو بالکل جھوٹے شامل کئے گئے ہیں، جس سے اسلام دشمن عناصر نے اسلام اور سلاطینِ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

میڈیا کا میٹھا لیکن زہریلا دین: قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ○ (سورۃ الانبیاء: آیۃ ۷) ترجمہ: اگر تمہیں خود علم نہیں ہے تو نصیحت کا علم رکھنے والوں سے پوچھ لو (آسان ترجمۂ قرآن)۔ یعنی مسائل اور دین کی رہنمائی اہلِ علم اور مفتی صاحبان سے لو، لیکن آج کل لوگ گوگل پر مسائل سرچ کرتے ہیں جہاں ان کو شوگر کوٹڈ (SugarCoated) دین پیش کیا جاتا ہے کیونکہ ان سائٹوں پر اکثریت بددین اور گمراہوں کی ہے جو خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

دہریت کا پرچار: گمراہ مذاہب، باطل فرقوں اور گمراہ لوگوں کی سائٹ پر جاکر بہت سے لوگ خصوصاً اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ متاثر ہوکر باطل مذہب اور گمراہ عقائد اختیار کر لیتے ہیں، بعض تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کرکے دہریئے بن جاتے ہیں۔ اسلام کا علم حاصل نہیں اور نیٹ پر سکھ ازم، ہندوازم کا مطالعہ کررہے ہیں، آن لائن دین سیکھتے سیکھتے ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

علماء سے دوری کا وبال: بغیر کسی مجبوری کے گھر پر آن لائن بیانات سننے سے جن لوگوں کا تعلق علماء اور اللہ والوں سے تھوڑا بہت تھا وہ بھی کمزور ہوگیا، جس کی بنا پر صحبتِ اہل اللہ کی برکات سے محروم ہورہے ہیں۔ جگہ جگہ واٹس ایپ گروپ میں اکابر سلف صالحین علماء اور مفتیانِ کرام پر اعتراضات کئے جاتے ہیں، بے ادبی کرکے اپنے لئے وبال خریدتے ہیں۔ خود بے علم

ہیں لیکن سطحی معلومات کے زور پر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے چکر میں بے ادبی کر گزرتے ہیں اور بعض وقت ایسے کفریہ الفاظ کہہ دیتے ہیں یا لکھ دیتے ہیں جس سے ایمان بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

غیر عالم ہوکر دینی مسائل بتانے پر وعید: دینی مسائل کے معاملے میں زبان خاموش رکھنی چاہیے، ورنہ سخت خطرہ ہے۔ حدیث پاک ہے: ((اَجْرَؤُكُمْ عَلَى الْفُتْيَا اَجْرَؤُكُمْ عَلَى النَّارِ)) (کنزالعمال: (دارالکتب العلمیۃ؛ کتاب العلم؛ ج ۱۰ ص ۸۰ ؛ رقم ۲۸۹۵۷)

حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص (بغیر تحقیق کے) مسئلہ بتانے میں جری ہوتا ہے وہ جہنم میں جانے کے لئے جری ہوتا ہے۔

آج کل کمپیوٹر اور نیٹ میں کتابوں کے ذخیرے اور مسائل کے سرچ سسٹم کے جہاں فوائد ہیں وہاں نقصانات بھی ہیں کہ ایک شخص صرف کمپیوٹر کا ماہر ہے، دین کا کوئی علم اس نے حاصل نہیں کیا لیکن سرچ کر کے مسائل کا جواب دیتا ہے بلکہ مختلف فتاویٰ سے کٹنگ کر کے فتویٰ بھی جاری کرتا ہے، حالانکہ مفتی نہیں ہے جبکہ فتویٰ دینے کا کام سب سے مشکل اور نازک کام ہے، کتنے مراحل سے گزر کر پھر مفتیانِ کرام اللہ تعالیٰ کی نیابت میں فتویٰ لکھتے اور اس پر دستخط کرتے ہیں اور آج کل کے اناڑی جلد بازی کر کے اپنے آپ کو اس حدیث کی وعید میں داخل کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتے ہیں۔ واقعی صحیح کہا ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملّا خطرۂ ایمان۔ اپنے مطلب کا فتویٰ لکھ کر آخر میں بڑے بڑے مدارس کے مفتی صاحبان کے دستخط اور مہر نیٹ سے گرافک کے ذریعہ لگا کر اخبار میں چھاپ دیتے ہیں، جیسے انشورنس کے جواز کے بارے میں ایک اخبار میں بڑے مدرسے کے نام سے جواز کا فتویٰ چھاپا گیا، جب تحقیق کی گئی تو خبر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس لئے ایسے فتاویٰ کے متعلق پہلے تصدیق کریں۔ موبائل کے ذریعہ جھوٹی خبریں، من گھڑت احادیث کی اشاعت اور دھوکہ دہی عام ہوگئی ہے، لوگ علماء سے پوچھتے ہی نہیں کہ یہ جو میسج آیا ہے یہ حدیث بھی ہے کہ نہیں؟ کیا اسے آگے بھیج سکتے ہیں؟ دوسرے مصنفین کی کتابوں سے آن لائن معلومات چرا کر اپنے نام سے کتاب لکھتے ہیں۔ بعض لوگ اکیلے کمرے میں بیٹھ کر اپنے بیانات کی سیلفی بناتے ہیں اور خوب ہاتھ ہلا ہلا کر جوش سے بیان کرتے ہیں اور بڑے جلسوں کی تصویر اور نعرے اور سبحان اللہ، ماشاءاللہ! کی آوازیں ساتھ جوڑ کر اپنے گروپ میں شیئر کرتے ہیں کہ میں نے اتنے بڑے جلسے میں بیان کیا ہے تاکہ تعریف ہو۔ اس میں ریا، جھوٹ، دھوکا دہی، حب جاہ جیسے گناہ ہیں جو سب حرام ہیں۔

موبائل کی وجہ سے دوسرے جرائم کے رجحانات: اسمارٹ فون، ٹی وی، فلموں سے ہمارے نوجوانوں نے کیا سیکھا ہے؟ شراب نوشی، ہیروئن اور نشہ، زنا، جوا، دہشت گردی قتل و غارت، ڈاکا، چوری، گن پوائنٹ پر لوٹنا، کم سن بچوں کو پیسوں کی لالچ دے کر گندے کام کرا کر ویڈیو بنانا، پھر بلیک میل کرنا، ان سے چوری اور ڈاکے کروانا اور آخر میں قتل کر دینا، یہ سب کچھ میڈیا سے، موبائل سے سیکھا ہے۔ اب تو ڈاکٹر حضرات بھی کہہ رہے ہیں کہ اسمارٹ فون کی لت منفی نفسیاتی رجحانات، اُداسی، ڈپریشن، خود پرستی اور دیگر عوارض کو جنم دیتی ہے۔ اسمارٹ فون کو بار بار دیکھنے کی شدید عادت اس شخص کو منشیات کی لت کی مانند جکڑ لیتی ہے اور انسانی دماغ کی تخلیقی صلاحیت اور نیند کو تباہ کر دیتی ہے۔

ڈپریشن کا بڑا سبب: کچھ میڈیا والے ملکی حالات کو بار بار منفی انداز میں منظر عام پر لاتے ہیں کہ دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ سب کچھ برباد ہوگیا یا موبائل پر بار بار بیماریوں مثلاً کورونا، کینسر وغیرہ کے ایسے اعلانات جاری کئے جاتے ہیں جن کو سن کر لوگ نفسیاتی طور پر بیمار ہو جاتے ہیں، کیونکہ بار بار جب ایک ہی بات دیکھیں گے، سنیں گے تو آخر کہاں تک اثر نہ ہوگا۔ اسی لئے جو لوگ میڈیا میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں اور خصوصاً فارغ وقت والے لوگ، پورا دن نیوز چینل، موبائل الرٹ کے ذریعہ پوری دنیا کے حالات معلوم کر کے خواہ مخواہ اپنے آپ کو پریشان کرتے ہیں بلکہ اکثر تو ڈپریشن کے مریض بن جاتے ہیں۔ (جاری ہے)

ملفوظ

ایک فتوے کے آخر میں مفتی محمود اشرف عثمانی صاحبؒ کے ''مفتیانِ کرام'' کے لیے اہم کلمات:

''جواب درست ہے اور جواب نمبر ۴ میں مزید اضافہ یہ ہے کہ خود مفتی کے لیے اپنے آپ کو ''مفتی'' سمجھنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، اکابر تو چالیس سال پورے ہونے کے باوجود اور فتوے کی طویل ممارست (مشق، تجربہ) کے باوجود اپنے آپ کو ''مفتی'' نہیں سمجھتے تھے، بلکہ ناقلِ فتویٰ جانتے تھے۔ وَلِلّٰہِ دَرُّھُمْ!''

مولانا کریم بخش علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ ارائیں فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ آبائی پیشہ زمیندارہ تھا۔ ان کے والد ملک اللہ وسایا ارائیں رحمۃ اللہ علیہ متوسط طبقہ کے زمیندار تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر باقر شاہ شمالی نزد خیر پور سادات علی پور میں مولانا محمد عمر صاحب سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ محمدیہ قصبہ مڑل، دارالعلوم کبیر والا، قاسم العلوم ملتان، مخزن العلوم خانپور میں پڑھتے رہے۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے ۱۹۷۱ء میں کیا۔ جبکہ فقیر نے دورۂ حدیث ۱۹۶۶ء میں کیا۔ فقیر اور مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ کا عمر کا تفاوت بھی تقریباً اتنا ہی ہے۔ مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ دورہ سے فراغت کے بعد جامع مسجد معاویہ عثمان آباد ملتان میں امام وخطیب رہے۔ پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دارالمبلغین میں استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ کی تربیت حاصل کی۔ اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے یونٹ مغل پورہ کے امیر سید شبیر شاہ صاحب تھے۔ انہوں نے دفتر مرکزیہ سے مبلغ طلب کیا۔ تب مرکز نے مولانا مرحوم کی وہاں پر تقرری کردی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے اختتام تک آپ وہاں رہے۔ پھر مولانا عبدالرؤف جتوئی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کی اعانت کے لئے اسلام آباد بھیجا گیا۔ تب دفتر لاہور مجلس تحفظ ختم نبوت بالمقابل شاہ محمد غوث مزار بیرون دہلی دروازہ سرکلر روڈ میں مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ کا تقرر کیا گیا۔ مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک اچھے رسیلے مقرر تھے۔ مطالعہ، قادیانیوں سے گفتگو، درس، بیان، ان چیزوں میں گزارہ کرتے تھے۔ طبیعت کا لگاؤ اس طرف بالکل نہ تھا۔ تحریک، ذہن سازی، کوئی ڈیوٹی سخت سے سخت کیوں نہ ہو، اسے چیلنج سمجھ کر قبول کرنا اور پھر منطقی نتیجہ تک پہنچانا۔ قادیانی، مسلم عدالتی تنازعہ ہو تو مقدمہ کی پیروی کرنا، اس سے باخبر رہنا اور دفتر کو باخبر رکھنا اور مقدمہ کی کامیابی کے لئے تمام وسائل وذرائع کو استعمال میں لانا، مجلس کے کاز کے لئے افسران سے رابطہ اور انہیں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی اسلام دشمنی سے باخبر رکھنا، مجلس کے لٹریچر کی اشاعت وتقسیم، مشترکہ اجتماعات میں مجلس کی نمائندگی، ان کاموں کے لئے مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف فٹ تھے بلکہ دیانتداری کی بات ہے کہ بعض کاموں کے لئے ان کی مساعی کو دیکھ کر رشک پیدا ہوتا تھا۔ مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ خوب مردم شناس تھے۔ جو شخص ان کے خیال میں کاز کے لئے مفید ہوسکتا تھا اس سے دوستی اور تعلقات نہ صرف بڑھاتے۔ بلکہ کبھی نہ ٹوٹنے دیتے۔ ان کے دکھ سکھ میں افراد خانہ کی طرح دلچسپی لیتے۔ جس شخص کے متعلق محسوس کیا کہ اس میں انفرادیت کا مرض ہے۔ قطار میں چلنے کی بجائے علیحدہ راستہ اختیار کرتا ہے یا خودستائی وخودفریبی میں مبتلا ہے۔ اسے ہمیشہ باتوں باتوں میں رسمی طور پر علیک سلیک کے بعد فارغ کردیتے۔ کبھی نہ ان سے ملنے جاتے اور اگر وہ ملنے آ گیا تو نہ اس کے لئے کوئی اہتمام کرتے۔ غرض ٹرخانوے لگاتے اور جو جوہر قابل دیکھا تو اس کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کرتے۔

مولانا مرحوم بنیادی طور پر زمیندار تھے اور طبیعت میں غریب پروری تھی۔ باوفا انسان تھے۔ مشرقی پاکستان سے ایک ساتھی چوہدری محمد ہاشم پاکستان آئے ہوئے تھے کہ ڈھاکہ فال ہوگیا وہ یہیں رہ گئے۔ ان کا یہاں کوئی عزیز، نہ ٹھکانہ تھا۔ نہ ہی پڑھنے پڑھانے کے آدمی تھے۔ سیلانی طبیعت تھی۔ جرنیلی ڈنڈا ہاتھ میں ہوتا۔ آج یہاں، کل وہاں۔ جمعیۃ علمائے اسلام کے بنیادی نظریاتی کارکن تھے۔ جب لاہور آتے تو مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ان کا ڈیرہ ہوتا اور مہینوں وہ مولانا کے ہاں رہتے۔ مولانا جو روکھی سوکھی کھاتے اسے بھی شریک رکھتے۔ نام کریم بخش تھا تو مزاجاً بھی کریم النفس تھے۔ اسی طرح ایک ساتھی عبدالغفور حقانی جواوچ شریف کی اعوان فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ بلا کے ورکر، انتھک اور محنتی، نظریاتی کارکن۔ وہ مولانا مرحوم کے ہاں رہنے لگے اور سالوں مولانا مرحوم کے ساتھ رہے۔ مولانا کی کریم النفسی کہ ایک دن بھی معاملہ تو تکار تک نہیں گیا۔ یہ حقانی صاحب بعد میں علامہ ممتاز اعوان ہوئے۔ ختم نبوت یوتھ فورس، شبان ختم نبوت اور آج کل پاسبان ختم نبوت کے مرکزی رہنماء ہیں۔ حق تعالیٰ بہت ہی برکتوں سے نوازیں۔ اسی طرح ایک ساتھی اچھے ورکر جناب

حافظ محمد اکبر جتوئی کے تھے۔ وہ اخبار جنگ لاہور میں ملازم ہوئے۔ پھر ملتان، انہوں نے بھی محبان یا عاشقان مصطفیٰ کے نام سے ایک انجمن قائم کی اور یوں نعت خوانی کے ذریعہ وہ خدمت خلق کرتے رہتے تھے۔ یہ بھی عرصہ تک حضرت مولانا کریم بخش علیہ الرحمۃ کے ساتھ دفتر میں مقیم رہے۔ اوپر جن حضرات کا تذکرہ ہوا یہ سب مولانا کریم بخش علیہ الرحمۃ کے اخلاص وتقویٰ ودیانت وشرافت کے قائل اور بھرپور مداح ہیں۔ اس حیثیت سے ان کی گواہی بہت وزنی حیثیت رکھتی ہے کہ یہ سب مولانا مرحوم کے شب وروز کے ساتھی تھے۔ علاقائی حیثیت سے جناب نوابزادہ نصر اللہ خان علیہ الرحمۃ، جناب سردار منظور احمد خان گوپانگ علیہ الرحمۃ اور دوسرے رہنماؤں سے ان کے بہت اچھے تعلقات تھے اور ان تعلقات سے وہ اپنے غریب ساتھیوں کے کام آتے تھے۔ مولانا کریم بخش علیہ الرحمۃ اور فقیر چند سالوں کے فرق سے مجلس میں شامل ہوئے۔ فقیر سے ان کا جماعتی تعلق، ذاتی تعلق میں بدل گیا۔ فقیر لائل پور رہا یا چناب نگر۔ زیادہ کام لاہور سے متعلق ہوتے تو مولانا مرحوم سے ہفتہ، عشرہ، پندرہ دن حد مہینہ میں ایک آدھ ملاقات لازمی ہوتی تھی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے نتیجہ میں چناب نگر (ربوہ) کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔ مجلس کے مدارس ومساجد قائم ہونے شروع ہوئے تو ان کا لائل پور اور چناب نگر آنا یا فقیر کا لاہور جانا رہتا تو یہ جماعتی دوستی، ذاتی محبت میں بدل گئی۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس کا دفتر لاہور، آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر بنا۔ اس تمام تحریکی زمانہ میں مولانا کریم بخش علیہ الرحمۃ نے جان جوکھوں میں ڈال کر بھرپور محنت کی۔ چند واقعات جو اس وقت بھی ذہن کی ڈسک میں محفوظ ہیں۔ وہ عرض کرتا ہوں:

ا...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد قادیانی مرکز ربوہ کے نام کی تبدیلی کے مطالبہ نے زور پکڑا۔ مجلس نے آل پاکستان سالانہ ختم نبوت کانفرنس جو پاکستان بننے کے بعد چنیوٹ میں منعقد ہوتی تھی۔ اسے چناب نگر میں منتقل کیا۔ ربوہ کے نام کو صدیق آباد سے تبدیل کرنے کی ایک بار قرارداد منظور ہوئی۔ اس کانفرنس میں کاہنہ نوضلع لاہور کے جناب فیروز الدین تشریف لاتے تھے۔ یہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا محمد علی جالندھری علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی علیہ الرحمۃ کے عاشق صادق تھے۔ ان کا بیعت کا تعلق غالباً حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری علیہ الرحمۃ سے تھا۔ انہوں نے کاہنہ نو سے مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد براستہ چنیوٹ ضلع جھنگ منی آرڈر کرایا۔ تاکہ سرکاری کاغذات میں نام کی تبدیلی مانوس ہو۔ ایسے مخلص ورکر اور ذہین تھے۔ یہ سب کچھ اکابر کی صحبتوں کی برکت کا اثر تھا۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میری لائبریری کی تمام کتب ورسائل کو چناب نگر مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کی بخاری لائبریری کے لئے مجھ سے لے لیا جائے۔ مولانا کریم بخش علیہ الرحمۃ نے مجھے اطلاع کی۔ مولانا نذیر احمد بلوچ علیہ الرحمۃ کے پاس گاڑی تھی۔ ان کے ہمراہ مولانا کریم بخش علیہ الرحمۃ، فقیر راقم ہم تینوں گئے۔ ان کی لائبریری سے کتب اور رسائل اٹھالائے۔ اس میں ہفتہ وار چٹان، ہفتہ وار خدام الدین، ہفتہ وار ترجمان اسلام کے رسائل کی معتد بہ تعداد تھی۔ ہر رسالہ فیروز الدین صاحب کا پڑھا ہوا۔ اہم بات انڈرلائن کی ہوئی اور حاشیہ پر اپنی طرف سے ریمارکس درج تھے۔ گاڑی کی ڈگی، پچھلی سیٹ چھت تک بھر گئیں۔ کچھ چھت پر رکھیں۔ گاڑی فل کر کے نکلے۔ چونگی سے گزرے چونگی والوں نے بھری گاڑی دیکھ کر سمجھا کہ شاید دوائیوں کے ڈبے ہیں، محصول نہیں دیا۔ انہوں نے گاڑی تعاقب میں لگادی۔ مولانا بلوچ کی رگ ظرافت پھڑکی، انہوں نے گاری تیز کر دی۔ عملہ چونگی کا شک یقین میں بدل گیا۔ اب دونوں گاڑیوں کا مقابلہ شروع ہوگیا۔ مولانا نذیر بلوچ کو بہت سمجھایا کہ آپ ان کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ ان کا مؤقف کہ شغل کر رہا ہوں۔ خیر ہماری منت پر مان گئے رفتار کم کر دی۔ چونگی والوں کی گاڑی آگے آ کر راستہ روک کر کھڑی ہوگئی۔ ’’شکار پھنس گیا‘‘ کے نشہ میں عملہ کے افراد گاڑی سے اترے۔ ہماری گاڑی کو آ کر دیکھا۔ پرانے رسائل وکتب دیکھ کر ان کی پیشانی عرق آلود ہوگئی کہ اس میں تو محصول کی کوئی چیز نہیں۔ مولانا بلوچ نے قہقہہ لگایا وہ کھسیانے ہوگئے۔ انہوں نے گاڑی چلادی اور یوں معاملہ ختم ہوگیا۔ یہ تمام کتب ورسائل بوریوں کارٹنوں میں بند کر کے مولانا کریم بخش علیہ الرحمۃ نے چناب نگر بھجوادیئے۔

۲...... اسی طرح حافظ عبدالرحمن صاحب تلہ گنگ کے ساتھی تھے۔ انہوں نے بھی اپنی تمام کتب بخاری لائبریری چناب نگر کے لئے بھجوادیں۔ حیدرآباد سندھ میں مجلس کا پہلے کرایہ کا دفتر تھا۔ (اب تو بہت اچھا ملکیتی دفتر ہے) کرایہ

کا دفتر تبدیل ہوا تو وہاں کی ایک شاندار بڑی آہنی لائبریری مولانا بلوچ ظاہر پیر میں لائے۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مولانا قاضی اللہ یار خانؒ کو بھیج کروہ الماری ملتان منگوائی۔ ملتان سے چناب نگر تعمیراتی سامان کا ٹرک جاتا تھا۔ الماری بھی رکھ دی جو چناب نگر پہنچ گئی۔ اس الماری سے لائبریری میں کتابوں کو رکھنے سے لائبریری کا افتتاح ہوا۔ پھر ملتان سے ایک اور آہنی الماری آ گئی۔ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے کمرہ نمبر ۲ کو ابتداً لائبریری کے لئے مختص کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس نے چنیوٹ میں دارالمبلغین قائم کیا۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ وہاں مناظرہ کی کلاس لگاتے تھے۔ یہ دارالمبلغین شاہی مسجد کے کمروں میں قائم تھا۔ اس میں لکڑی کی بغیر رنگ کے ایک خستہ سی الماری تھی۔ آج کل وہ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے مطبخ میں برتنوں کے لئے استعمال ہورہی ہے۔ پہلے کی دو متذکرہ الماریاں اب لائبریری جو کمرہ نمبر ۲ کے ہال میں منتقل ہوئی وہاں موجود ہیں۔

صاحبزادہ حافظ محمد عابد مرحوم نے حضرت میاں جان محمدؒ باگڑ سرگانہ والے جو حضرت ثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ ان کی لائبریری بمع دو عدد لکڑی کی بڑی سائز کی عمدہ الماریاں دیار کی لکڑی کی عمدہ نقش سے بنی ہوئیں میاں صاحب مرحوم کے صاحبزادہ میاں خان محمد صاحب کو کہہ کر ملتان بھجوائیں۔ تفسیر، حدیث، سیرت، تاریخ کی کتابیں ملتان مجلس کی لائبریری میں درج ہوئیں۔ درسی کتب حضرت مولانا فیض احمد شیخ الحدیثؒ کے مدرسہ امدادیہ کو دے دی گئیں۔ دونوں الماریوں کا سپرٹ پالش کرایا۔ پہلے ماہنامہ لولاک کے لئے زیر استعمال رہیں۔ پھر ان کو ملتان سے چناب نگر بھجوایا گیا۔ آج کل وہ کورس و کانفرنس کے موقع پر قابل فروخت کتب مکتبہ کے لئے زیر استعمال ہیں۔ چناب نگر بخاری لائبریری جو کمرہ نمبر ۲ میں ہے۔ اس کی تمام بقیہ الماریاں سرگودھا سے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کے ذریعہ بنوا کر بھجوائیں۔ فقیر جس وقت چناب نگر گیا۔ اس وقت لائبریری میں ایک کتاب نہ تھی۔ یوں اکٹھا کرا کے کتابیں آنا شروع ہوئیں۔ اس وقت پانچ ہزار کے لگ بھگ کتب ہیں۔ صرف ایک بار پانچ سات ہزار کی کتابیں خرید کیں۔ باقی سب ادھر ادھر سے جمع ہوئیں۔ اب تو (۲۰۱۶ء) دس ہزار سے زیادہ کتب پر مشتمل لائبریری ہے۔

۳...... فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ جہاں جاتے ان کی کتب کے بکس ان کے ہمراہ ہوتے۔ وہ آخری سفر میں چناب نگر سے لاہور گئے تو وہ کتب ان کے ہمراہ تھیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے ورثاء سے معاملہ طے کر کے ان کتب کو لاہور دفتر میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ لائے۔ مولانا کریم بخشؒ نے ان کو چناب نگر بھجوایا۔ اس کے دو زنگ آلود بکسے خستہ حالت میں قاری شبیر احمد کے زیر استعمال تھے۔ اگر انہوں نے ضائع نہیں کئے واپس کردیں تو رنگ کرا کر لائبریری میں رکھ دیں۔ ہماری ان سے یادیں وابستہ ہیں۔ اب کمرہ نمبر ۲ میں لائبریری کی تمام الماریاں فل ہیں۔ کتب کے ڈھیر لگے ہیں۔ مزید الماریاں اس لالچ میں نہیں بنوا رہے کہ یہ کمرہ بھی لائبریری کے لئے ناکافی ہے۔ مدرسہ کے سامنے پلاٹ جو خریدے ہیں اس میں لائبریری ہال بننا چاہئے تو کتب کو وہاں منتقل کیا جائے۔ یہ ہماری زندگی میں نہ ہو تو جب بھی ہو۔ لیکن جو رفقاء ہوں وہ لائبریری سیٹ کرتے وقت ’’گلستان میں جب بہار آئے تو ہمیں یاد رکھنا‘‘

۴...... ایک قادیانی کتاب ’’تذکرۃ المہدی‘‘ اس میں ایک غلیظ حوالہ ہے۔ یہ ایک کتاب صرف حضرت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمدؒ کے پاس تھی۔ وہ سٹیج پر خود حوالہ نہ پڑھتے، یہ حوالہ کسی نوجوان سے پڑھاتے تو مجمع میں قادیانی اخلاق باختگی سن کر سراسیمگی پھیل جاتی۔ قاضی صاحب اندرون سندھ سے ٹرین پر سفر کر رہے تھے۔ کتب کا بکس آہنی زنجیر سے سیٹ کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ کسی بدبخت نے وہ زنجیر کاٹ کر چرا لیا۔ اس میں یہ کتاب بھی تھی۔ فقیر نے واقعہ سن رکھا تھا۔ کتاب کا نام معلوم نہ تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ سے اس کا نام پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ حوالہ ہے۔ وہ لکھنے کا...... نہیں۔ چناب نگر قیام کے دوران ایک مسلمان پروفیسر کے قادیانی شاگرد کے ذریعہ سے قادیانیوں کی خلافت لائبریری سے وہ کتاب ایشو کرائی۔ پروفیسر صاحب نے وہ کتاب لا کر دی۔ تین دن کا وقت تھا کتاب واپسی کے لئے۔ وہ کتاب لی اور فقیر لاہور جا دھمکا۔ کتاب کھول کر تین سیٹ فوٹو تیار کرائے۔ چناب نگر، ملتان، محترم باوا صاحب کو کراچی وہ فوٹو بھجوائے۔ کتاب دوبارہ اسی طرح جلد کرائی کہ باہر کی چٹ اور اندر کا کاغذ سب کچھ وہی۔ پروفیسر صاحب کو بھی اس وقت نہ بتایا کہ میں نے اس کتاب سے یہ

واردات کی ہے۔ جب ان کے قادیانی شاگرد کے ذریعہ قادیانی لائبریری میں اصل کتاب واپس جمع ہوگئی تب پروفیسر صاحب کو بتایا۔ اس وقت تو وہ حیران ہوگئے۔ لیکن نقصان یہ ہوا کہ پھر کسی بھی کتاب کے منگوانے کے لئے کنی کترانے لگے۔ یہ پروفیسر حافظ محمد یوسف تھے۔ جو آج بھی زندہ سلامت ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ پھر بعد میں کہیں سے مولانا منظور الحسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اصل کتاب ڈھونڈ لائے۔ پھر ایک نسخہ اصل کہیں اور جگہ سے مل گیا۔ اب قادیانیوں نے اس کتاب کو کمپیوٹر پر شائع کیا ہے۔ وہ لفظ کھا گئے۔ وہاں...... نقطے قادیانیوں نے ڈال دیئے ہیں۔ اس کتاب کا فوٹو اور جلد لاہور میں سب مراحل مولانا کریم بخش صاحب کے ذریعہ طے ہوئے تھے۔

۵......مولانا نظام الدین بی،اے رحمۃ اللہ علیہ کوہاٹی جن کا فراق یاراں میں تفصیل سے تذکرہ ہے۔ احتساب جلد ۱۴ میں ان کے تمام رسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ مولانا مرحوم کے ایک صاحبزادہ جناب عنایت اللہ برق ریٹائرڈ چیئرمین واپڈا نے مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ کو فون کیا کہ میرے والد صاحب کی ردقادیانیت پر کتب ورسائل کو مجلس کی مرکزی لائبریری ملتان کے لئے مجھ سے وصول کر لیں۔ فقیر ایک دن لاہور گیا۔ باتوں باتوں میں مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فون کا تذکرہ کیا۔ ہفتہ دس دن سے فون آیا ہے۔ کتابیں لینے جانا ہے۔ فقیر نے سنا تو زمین پاؤں تلے سے نکل گئی کہ اتنا اہم کام اور مولانا کریم بخش نے پرواہ نہیں کی۔ اصل میں وہ کتابوں کے مسئلہ کو بہت توجہ سے نہیں لیتے تھے۔ علی الصبح موٹر سائیکل پر بیرون دہلی دروازہ سے نکلے۔ شیر پاؤ پل گذر کر بائیں ہاتھ آفیسر کالونی ہے۔ واپڈا کے سابق چیئرمین عنایت اللہ برق صاحب کے ہاں جادھمکے۔ انہوں نے الماریاں دکھا دیں۔ ہم نے کتابیں جمع کیں۔ موٹر سائیکل پنکچر ہوگیا۔ وہیں چھوڑا۔ برق صاحب کی گاڑی پر کتابوں کے گٹھڑ دفتر لائے۔ بعد میں مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کتابیں ملتان بھجوادیں۔

۶......جب مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور مغلپورہ کے مبلغ تھے۔ یہ ۱۳۹۲ھ غالباً ۱۹۷۲ء کا دور بنتا ہے۔ تب مغلپورہ میں ایک قادیانی سے فقیر کا باضابطہ مناظرہ ہوا۔ اس میں حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ بعد میں ۱۳۹۲ھ کی مجلس کی روئیداد کے مقدمہ ص ۱۸،۱۹ پر اس مناظرہ کی حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر رپورٹ لکھی۔ جو یہ ہے: ’’عرصہ دراز سے مرزائی میدان مناظرہ سے راہ فرار اختیار کر چکے تھے۔ اس سال (۱۳۹۲ھ، بمطابق ۱۹۷۲ء) شالامار باغ لاہور کے نواح میں میدان خالی پا کر مرزائیوں نے مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ مقامی علمائے کرام نے مرزائیوں کی تمام شرائط قبول کر لیں۔ مناظرہ مرزائیوں کے گھر ہوگا۔ فریقین کے مخصوص آدمی بیٹھ سکیں گے۔ حیاۃ مسیح اور صدق وکذب مرزا غلام احمد دو موضوع ہوں گے اور باوجود غلام احمد کے زیر بحث آنے کے غلام احمد کی کتابیں پیش نہ کی جا سکیں گی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت مغل پورہ گنج لاہور کے اراکین محترم جناب سید شبیر حسین شاہ صاحب امیر مجلس مغل پورہ کی قیادت میں باطل کی تردید کے لئے مخالف لہروں کے باوجود سیدھا تیرنے میں ہی لطف محسوس کرتے ہیں۔ انہیں جب علم ہوا تو باوجودیکہ شرائط مناظرہ مرزائی مناظر نے مرتب کی تھیں۔ سب مان لیں اور دفتر اطلاع دی۔ حضرت امیر مرکزی مولانا لال حسین رحمۃ اللہ علیہ نے طے فرمایا کہ مناظرہ جماعت کے نئے مناظر مولانا اللہ وسایا صاحب مبلغ لائل پور کریں گے اور مجلس مناظرہ کے سامعین میں مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ شرکت فرما ہوں گے۔ مناظرہ آٹھ بجے صبح شروع ہوا۔ پہلی مجلس میں حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو ہوئی۔ فاضل نوجوان مولانا اللہ وسایا صاحب نے مرزائی مبلغ کا ایسا تعاقب کیا کہ وہ اپنے ہی دلائل میں الجھ کر رہ گیا۔ پہلی مجلس کے اختتام پر مسلمان شرکاء مجلس نے مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کو مبارک باد دی کہ آپ حضرات کی محنت سے آپ کے بعد صداقت اسلام کے لئے مناظرہ کا میدان خالی نہیں۔ مرزائی شرکاء مجلس نے اعتراف کیا کہ مجلس میں گفتگو متانت وشرافت کے ساتھ علمی دائرہ میں محدود رہی۔ نماز ظہر اور کھانے کے وقفہ کے بعد جب دوبارہ مرزائیوں کے مکان پر گئے تو مرزائی لیت ولعل سے کام لے رہے تھے۔ اتنے میں پولیس سب انسپکٹر مع گارڈ تشریف لائے اور کہا کہ آپ لوگ کیوں جمع ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ اپنے گھر میں مسئلہ کی افہام وتفہیم کے لئے جمع ہیں۔ کسی قسم کا نقص امن کا خطرہ نہیں۔ مرزائی مالک مکان مع مرزائی مناظر کے بول اٹھا کہ جناب مکان ہمارا ہے اور نقص امن کا شدید خطرہ ہے۔ پولیس نے مجلس برخاست کرنے کو کہا۔ مولانا اللہ وسایا کے سوال پر سب انسپکٹر پولیس نے ہنس کر کہا کہ مولانا مجھے یہی لوگ تو بلا کر لائے ہیں۔ اب آپ ان کی جان بخشی کریں۔‘‘

(مقدمہ روئیداد ۱۳۹۲ھ مجلس ص ۱۸،۱۹) (جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جامعہ خیرالمدارس ملتان میں حاضری: جامعہ خیرالمدارس کے بانی خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ تھے۔آپ نے آج سے چھیانوے سال پہلے جالندھر میں خیرالمدارس کی ۱۳۴۹ھ میں بنیاد رکھی۔ ۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان کے بعد مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ انہیں ملتان لائے اور جامعہ خیرالمدارس کی بنیاد رکھی، ہزاروں علماء کرام نے جامعہ سے سند فضیلت حاصل کی۔حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد شریف جالندھریؒ مہتمم بنائے گئے، موصوف فقیرمنش انسان تھے۔ راقم نے ایک سال ان کے اہتمام کے زمانہ میں جامعہ میں ۱۹۷۴ء میں تعلیم حاصل کی۔طلباء کی خدمت میں کسی قسم کی کمی وکوتاہی برداشت نہ فرماتے، آپ حرمین شریفین کے سفر پر گئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی، وہیں تدفین عمل میں لائی گئی۔مولانا محمد شریفؒ کی رحلت کے بعد حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ مہتمم بنائے گئے،آپ کے دور میں تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ خیرالمدارس نے تعمیری ترقی بھی خوب کی۔ پانچ منزلہ دارالقرآن، کروڑوں روپے کے مصارف سے عظیم الشان کئی منزلہ مسجد ان کی عظیم سوچ کی حامل ہے۔ یکم جنوری عصر کی نماز کے بعد حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے اعلان کے بعد راقم نے چند منٹ دعوتی بیان کیا اور طلبا کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔

جامعہ حنفیہ قادریہ ملتان: ملتان شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر یہ ادارہ قائم ہے، جامعہ کے بانی ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے مایہ ناز شاگرد اور ہمارے حضرت مولانا عبدالحئی بہلوی نقشبندیؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد نواز سیال مدظلہ ہیں ادارہ کا آغاز ۱۹۸۲ء میں ہوا۔ جبکہ ۱۹۹۶ء میں درجہ کتب کا آغاز ہوا۔ بہت جلد ترقی کرتے ہوئے نو سال بعد دورۂ حدیث کا آغاز کر دیا گیا۔ الحمدللہ! چند سالوں میں ۶۱۴ علماء کرام فاضل ہوکر مختلف مقامات پر دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ۱۹۸۲ء سے اب تک ۱۴۸۵ حفاظ کرام مکمل قرآن پاک حفظ کر چکے ہیں۔ ۲؍جنوری ۲۰۲۴ء ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا، کئی ایک طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

جامعہ مظاہرالعلوم کوٹ ادو: جامعہ کا سنگ بنیاد ۲۷؍شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰؍اپریل ۱۹۵۶ء استاذ المحدثین حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی جامعہ خیرالمدارس نے رکھا۔ اس کے بانی و مہتمم حضرت مولانا مفتی عبدالجلیلؒ تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد اشفاق مدظلہ مہتمم بنائے گئے۔ جامعہ کے زیر اہتمام ۸۸ شاخیں ۱۳۳ مدرسین کی نگرانی میں چار ہزار مقامی و مسافر طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ۸؍جنوری بعد نماز عصر بیان ہوا۔

جامعہ علوم القرآن و عائشہ للبنات کوٹ قیصرانی: جامعہ کے مہتمم جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا امان اللہ قیصرانی مدظلہ ہیں۔ ۹؍جنوری ۲۰۲۴ء صبح کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

دارالعلوم اڈا ریتڑہ: دارالعلوم کے بانی و مہتمم مفتی غلام مصطفیٰ ہیں، ۹؍جنوری صبح ساڑھے دس بجے بیان ہوا۔ چناب نگر کورس کی دعوت دی گئی، کئی ایک احباب نے نام لکھوائے۔

جامعہ محمدیہ گلشن محمد تونسہ شریف: جامعہ کے بانی مولانا حبیب الرحمٰن مدظلہ ہیں۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۹؍جنوری ۲۰۲۴ء کو بعد نماز ظہر بیان ہوا۔ (مذکورہ بالا مدارس کا تعارف پہلے کسی شمارہ میں ہو چکا ہے)۔

جامعہ اویسیہ کالا شہر: جامعہ اویسیہ کالا شہر کے بانی مولانا محمد اعظمؒ کی وفات چند روز پہلے ۳؍جنوری کو ہوئی، ۹؍جنوری عصر کی نماز کے بعد مختصر تعزیتی بیان کیا گیا۔

جامعہ عثمان ابن عفان رحیم سینٹر نزد لاری اڈا ڈیرہ غازی خان: جامعہ کے بانی مولانا اصغر عبیدالرحمٰن مدظلہ ہیں۔ اس کے سرپرست ولی کامل مولانا رشید احمد شاہجمالی مدظلہ ہیں، جس کی مقامی سطح پر احباب نے ۱۹۹۲ء میں بنیاد رکھی، درسِ نظامی کا آغاز ۲۰۰۸ء میں ہوا۔ ۱۶

اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۱۰۰ طلبا زیر تعلیم ہیں، جن میں سے ۴۴ درجہ کتب میں، ۵۷ درجہ قرآن پاک میں۔ بنات میں دراسات اور دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ ۱۰؍جنوری صبح نو بجے بیان ہوا، جس میں ایک درجن طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

مولانا محمد اقبال ساقی ڈیرہ غازی خان کے مبلغ ہیں۔ ان کے ذمہ دو اضلاع ہیں: ڈیرہ غازی خان اور راجن پور۔ تونسہ شریف ڈیرہ غازی کی تحصیل ہے، جن کے چند مدارس کا تذکرہ گزشتہ سطور میں آچکا ہے۔ ڈیرہ شہر میں جامعہ دارالافتاء خیابانِ سرور، جامعہ رحیمیہ عابدیہ فرید آباد، درسگاہ نیازیہ سی بلاک، ان مدارس میں بیانات ہوئے اور دسیوں طلبا نے شرکت کے ارادے کئے۔

جامعہ ابی بکر جام پور: جامعہ کے بانی فاضل دیوبند مولانا عبدالحئی جام پوریؒ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد ابوبکر مدظلہ نے مدرسہ کا نظم سنبھالا۔ ۱۰؍جنوری عشا کی نماز کے بعد طلبا میں بیان ہوا، یہاں بھی کئی ایک طلبا نے ارادے کئے۔

جامعہ عبداللہ ابن عمرؓ کوٹ مٹھن روڈ راجن پور: جامعہ کا سنگ بنیاد ۱۹۹۷ء میں مناظر اسلام استاذ العلماء حضرت مولانا محمد امیر تونسویؒ استاذ الحدیث جامعہ مخزن العلوم خانپور رحیم یار خان نے رکھا۔ جبکہ مسجد کی بنیاد مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ نے رکھی۔ جامعہ کے بانی مولانا غلام یاسین شاکر مدظلہ ہیں، تیرہ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۲۷۵ طلبا زیر تعلیم ہیں، گیارہ جنوری قبل ازظہر بیان ہوا، جامعہ ایک ایکڑ زمین پر قائم ہے۔

علی پور مظفر گڑھ کا دورہ

مولانا قاری منیر احمد نعمانی مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علی پور کے امیر اور ختم نبوت کے محاذ پر متحرک اور فعال عالم دین ہیں، ان کی دعوت پر تین روز کے لئے راقم حاضر ہوا۔

دارالعلوم ختم نبوت مکول روڈ علی پور: جامعہ کا سنگ بنیاد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ عارف باللہ حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم اور جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یاکی والی کے اساتذۂ کرام نے ۲۰۱۶ء میں رکھا۔ دارالعلوم کے بانی مولانا ذوالفقار احمد قادری مدظلہ ہیں، مدرسہ ایک ایکڑ زمین پر قائم ہے۔ ۱۴ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۱۸۰ اور ۱۹۰ کے درمیان طلبا رابعہ تک زیر تعلیم ہیں۔ ۱۴؍جنوری کو طلبا میں بیان ہوا۔

جامعہ امدادیہ یاکی والی: جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یاکی والی کے بانی فاضل دیوبند حضرت مولانا حبیب اللہؒ تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر مولانا محمد مکی مدظلہ مہتمم بنائے گئے۔ موصوف قدیم و جدید علوم کا حسین امتزاج ہیں، مختلف کالجز میں لیکچرر اور پروفیسر رہے، دو تین سال قبل ایک کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے، اب اپنے ادارہ کے اہتمام و انتظام میں مصروف ہیں، حق گو علماء کرام میں سے ہیں۔ علمائے دیوبند کے عقائد کے محافظ ہیں، ہر سال ان کے جامعہ سے دسیوں طلبا کورس میں شریک ہوتے ہیں، نیز سالانہ ''تخصص فی الفقہ وختم نبوت'' کے لئے اپنے ادارہ کے فضلاء کو صرف ترغیب ہی نہیں بلکہ ان کے بھیجنے کا انتظام و انصرام فرماتے ہیں۔ ۱۵؍جنوری کو گیارہ بجے طلبا میں بیان ہوا، آپ نے راقم کے بیان کے بعد کھڑے ہوکر طلبا کو اٹھا اٹھا کر نام لکھوائے۔

جامعہ حسینیہ علی پور: جامعہ کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مبلغ مولانا غلام محمد علی پوریؒ اور منظور احمد الحسینیؒ ہیں۔ مولانا غلام محمدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیم مبلغین میں سے تھے، موصوف ۱۹۵۳ء کی تحریک میں گرفتار ہوئے، بعدازاں بہاولپور میں ایک عرصہ تک مبلغ رہے۔ ۱۹۸۰ء میں ان کے ملتان بحیثیت ناظم مالیات آنے کے بعد راقم رحیم یار خان سے بہاولپور آیا۔ ۲۲؍فروری ۲۰۰۵ء کو مولانا غلام محمد کا انتقال ہوا۔ جامعہ حسینیہ کے دوسرے بانی مولانا منظور احمد الحسینیؒ تھے، دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے ردِ قادیانیت پر تربیت لی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا، مبلغین کی ایک کلاس شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے امیر بننے کے بعد مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ کی سرکردگی میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں تربیت کے لئے چالیس روز کے لئے گئی تو موصوف اس میں شامل تھے۔ عائشہ باوانی مسجد میں امام وخطیب مقرر ہوئے۔ درس، امامت وخطابت کے علاوہ مجلس کے دفتر میں بقیہ اوقات تشریف لاتے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی صحبت نے انہیں کندن بنادیا۔ ہفت روزہ ختم نبوت، جامع مسجد باب الرحمت کی تعمیر وتوسیع میں بھرپور حصہ

لینے کے علاوہ آپ نے کئی ایک ممالک میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دورے کئے۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانی جماعت کے لاٹ پادری نے جب لندن میں اپنا ہیڈکوارٹر بنایا تو مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے وہاں مستقل رہائش اختیار کرلی اور اسٹاک ویل گرین لندن کے مرکز ختم نبوت کی خریداری کے لئے بھرپور محنت کی۔ وہاں ایک مسجد کے خطیب مقرر ہوئے، بقیہ وقت دفتر میں گزارتے سال میں دوعمرے اور ہر سال حج معمول رہا۔ ۲۰۰۵ء کے حج کے لئے تشریف لائے، مسجدِ نبوی، مدینہ طیبہ میں ۱۳؍جنوری ۲۰۰۵ء کووفات ہوئی، لاکھوں لوگوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، جنت البقیع میں آسودۂ خاک ہیں۔ جامعہ حسینیہ ان کے خوابوں کی تعبیر ہے۔ مولانا غلام محمدؒ کے فرزندارجمند، مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے ہمشیرزادہ مولانا اجود حقانی سلمہ اس کے مہتمم ومنتظم ہیں۔ ۱۵؍جنوری ۲۰۲۴ء کو مولانا حمزہ لقمان، مولانا قاری منیر احمد نعمانی، قاری محمد شریف بھٹی کی معیت میں حاضری ہوئی اور ظہر کی نماز کے بعد تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔

جامعہ دارالقرآن کہروڑپکا: جامعہ کے بانی معروف عالم دین مولانا مفتی محمد اسماعیل ونجارہ ہیں۔ موصوف جامعہ باب العلوم کے فاضل اور استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ جامعہ کی بنیاد ۱۹؍ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۸؍اپریل ۱۹۹۶ء کو رکھی گئی اور تعلیم کا آغاز ۲۸؍مئی ۱۹۹۸ء کو ہوا۔ دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔ بنات و بنین میں ۱۰۲۲ طلبا وطالبات زیر تعلیم ہیں، جن میں سے اقامتی ۵۵۰ ہیں عملہ سمیت ۱۴۵ اساتذۂ کرام خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ ۱۵؍جنوری قبل ازعشا بیان ہوا۔

جامعہ باب العلوم کہروڑپکا: جامعہ باب العلوم، کہروڑپکا کا قدیم مدرسہ ہے۔ لیکن استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے ۱۹۷۱ء میں انتظام سنبھالنے کے بعد اللہ پاک نے جامعہ کو چار چاند لگادیئے۔ ۱۹۷۵ء میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز ہوا۔ راقم نے ۱۹۷۶ء میں دورۂ حدیث کیا، اب تک سینکڑوں سے متجاوز علماء کرام اور عالمات سند فضیلت حاصل کرچکے ہیں، جبکہ ہزاروں حفاظ کرام نے قرآن پاک حفظ کیا۔ استاذ جیؒ کی وفات کے بعد استاذ محترم حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم العالیہ نے شیخ الحدیث کا منصب سنبھالا۔ الحمدللہ! دورۂ حدیث شریف سمیت بنین و بنات میں تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ ۱۵؍جنوری بعد نماز عشا بیان ہوا۔

دارالعلوم الاسلامی کہروڑپکا: پرانا میلسی روڈ کا آغاز ۲۶؍شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۳؍مئی ۲۰۱۹ء کو ہوا۔ جامعہ کا افتتاح حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سابق امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرمایا۔ مولانا مفتی ظفر اقبال مدظلہ کی سرپرستی اور مولانا منیر احمد ریحان کی نگرانی میں ترقی کی منازل طے کررہا ہے۔ دسیوں بچے زیر تعلیم ہیں۔ ۱۶؍جنوری ۱۰ بجے صبح طلبا میں بیان ہوا۔

جامعہ ابوہریرہؓ میلسی: جامعہ کے بانی استاذ العلماء حضرت مولانا غلام یاسین مدظلہ ہیں۔ چندہی سالوں میں مدرسہ میں دورۂ حدیث شریف تک سینکڑوں طلبا کرام نے جامعہ سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ ۱۶؍جنوری ۱۲ بجے دوپہر طلبا میں بیان ہوا۔ دس طلبا نے کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

جامعہ خالد ابن ولید ٹھینگی وہاڑی: جامعہ کے بانی استاذ العلماء حضرت مولانا ظفر احمد قاسمؒ تھے۔ حضرت مرحوم کی شبانہ روز محنت و مساعی سے جامعہ نے تعلیمی وتعمیری ترقی حاصل

تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست

نارتھ کراچی (حافظ سیّد عرفان علی شاہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد نورالاسلام سیکٹر الیون بی نارتھ کراچی میں تین روزہ ’’تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست‘‘ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ پہلا دن: ۱۲؍جنوری ۲۰۲۴ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشا مولانا محمد رضوان قاسمی صاحب نے حیات عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ الرضوان، خروج دجال کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ دوسرا دن: بروز ہفتہ بعد نماز عشا مولانا عبدالحئی مطمئن صاحب نے عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کیا۔ تیسرا دن: بروز اتوار بعد نماز عشا مولانا محمد شعیب کمال صاحب نے ’’تحریک ختم نبوت میں اکابر کے مثالی کردار‘‘ سے حاضرین کو روشناس کرایا۔ اس طرح تینوں دنوں میں مسجد کے نمازی حضرات نے ذوق وشوق اور توجہ کے ساتھ مبلغین ختم نبوت کے بیانات سنے۔ مسجد انتظامیہ بھائی سعود اور امام مسجد مولانا حمود الرحمٰن نے آنے والے علماء کرام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

کی، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندانِ گرامی مولانا عزیزالرحمٰن، مولانا خلیل الرحمٰن، مولانا عبیدالرحمٰن نے مدرسہ کا نظم سنبھالا ہوا ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ اللہ پاک ادارہ کو حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائیں اور فرزندانِ قاسمؒ کو اتحاد و اتفاق سے خدمت کی توفیق دیں۔ ۱۶؍جنوری ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ تقریباً دو درجن سے زائد طلبا نے نام لکھوائے۔

ساوی مسجد (سبز) خیر پور ٹامیوالی:

۱۵؍نومبر ۲۰۲۳ء جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے ساوی مسجد (سبز) خیر پور ٹامیوالی میں دیا۔ ساوی مسجد کے بانی ہمارے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مسترشد اور حضرت مولانا شاہ اللہ بخش بہاول نگریؒ کے تربیت یافتہ جناب عالم علی خان (جج) تھے۔ مذکورہ بالا دونوں مشائخ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے خلفاء تھے۔ مسجد کی تعمیر کا آغاز ۱۹۱۶ء میں ہوا اور اس مسجد اور اس سے ملحقہ ادارہ تجوید القرآن کے پہلے مہتمم حضرت شاہ اللہ بخش بہاول نگریؒ مقرر ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت سید غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ مہتمم مقرر ہوئے ان کی وفات کے بعد حضرت شاہ اللہ بخش بہاول نگریؒ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ عبدالرحمٰن مہتمم رہے۔ چوتھے مہتمم مولانا محمد یحییٰ بہاولنگریؒ خلیفہ مجاز حضرت رائے پوریؒ منتظم رہے۔ اب مدرسہ کا اہتمام مولانا صاحبزادہ عبدالقادر مدظلہ کے ہاتھوں میں ہے۔ حضرت مولانا قاری نیاز احمدؒ عرصہ دراز تک اس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ آپ کی وفات ۲۰۲۰ء میں ہوئی۔ اب ناظم اعلیٰ مولانا لطیف الرحمٰن مدظلہ ہیں۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک مسلسل ہر سال میں کم از کم ایک جمعہ پڑھاتا رہا۔ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک درمیان میں حاضری نہ ہوسکی، کیونکہ راقم کی مصروفیات لاہور میں رہیں۔ ۲۰۰۰ء کے بعد بھی کئی مرتبہ حاضری ہوئی۔ قاری نیاز احمدؒ کی وفات کے بعد راقم نے ۱۰؍نومبر کے جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا، چونکہ یہ تاریخی مسجد ہے اور اس کی تعمیر کا انداز بھی مغلیہ دور کا ہے۔ اٹھارہ انچ موٹی موٹی دیواریں ہیں۔ اللہ پاک اس مرکز کو آباد و شاداب رکھیں۔

مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ: مولانا ساقی ۱۹۹۰ء سے بہاولپور کے مبلغ چلے آرہے ہیں، اکتوبر کے اوائل میں شوگر کی وجہ سے پاؤں کی پانچوں انگلیاں کاٹنی پڑیں، اب موصوف بستر علالت پر ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک انہیں مکمل تندرستی نصیب فرمائیں، عصر کی نماز کے بعد ۱۰؍نومبر کو ان کی عیادت کی۔

مولانا غلام یاسین خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا غلام یاسین خیر پور ٹامیوالی کے قریب کوٹ اعظم کے رہنے والے تھے، انہوں نے جامعہ خیرالعلوم خیر پور ٹامیوالی، مدرسہ سراج العلوم لودھراں، جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں ابتدائی اور وسطانی درجات کی تعلیم حاصل کی، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا۔ کوٹ اعظم، خیر پور ٹامیوالی میں مدارس کا سلسلہ شروع کیا۔ شیعہ سنی تناظر میں انہوں نے خیر پور ٹامیوالی چھوڑ کر تونسہ شریف کے قریب جامعہ ابودرداء کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ بدقسمتی سے تونسہ شریف کے علماء کرام بشمول امام اہلسنت حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کے فرزندانِ گرامی کسی سے بن نہ سکی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، تنظیم اہلسنت کے زعماء میں سے کسی سے تعلق نبھ نہ سکا اور الگ تھلگ اپنے ادارہ کی تعمیر و ترقی کے لئے مصروف عمل رہے۔ ذی استعداد عالم تھے، تدریس و تبلیغ دونوں فنون سے تعلق تھا۔ راقم کے باب العلوم کہروڑپکا تعلیم کے زمانہ کے ساتھیوں میں سے تھے، اگرچہ ہم سبق نہ تھے، لیکن ہم مدرسہ تھے۔ یعنی ایک ہی ادارہ میں زیر تعلیم طلبا کا آپس میں تعلق ہوتا ہے، بس اتنا تعلق تھا، تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ جامعہ باب العلوم میں استاذ اور ناظم بھی رہے۔ تونسہ شریف میں ان کے ادارہ میں بھی حاضری ہوئی۔ ۱۲؍اکتوبر ۲۰۲۳ء کو ڈیرہ غازی خان میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی تشہیر کے لئے راقم کی چند روز کے لئے تونسہ شریف کے مضافات میں ڈیوٹی لگی، ارادہ وخواہش کے باوجود ملاقات نہ ہوسکی۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ وفات کی خبر پڑھی تو ان کے برادر نسبتی مولانا سرور شعیب مدظلہ فیروز وٹواں شیخوپورہ سے معلوم ہوا کہ ۲۹؍اکتوبر ۲۰۲۳ء کو وفات ہوئی۔ دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا مسعود احمد کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں تونسہ شریف کے مرکزی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا، انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی دونشستیں مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی صدارت میں منعقد ہوئیں۔ اجلاس میں ملک بھر سے آئے ہوئے درجنوں مبلغین نے شرکت کی۔ اجلاس میں اہل فلسطین کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے اسرائیلی مظالم اور بربریت کی پُرزور مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے، جبکہ یہودی اس پر ناجائز قابض ہیں۔ حماس کی جدوجہد آزادی اور قبلہ اول کی واگزاری کی جدوجہد ہے۔ جبکہ اسرائیلی یہودی قابض اور ظالم ہیں، اسلامیانِ پاکستان سے اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا گیا۔

۷ ستمبر ۲۰۲۴ء کو قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ کو پچاس سال مکمل ہونے پر ’’گولڈن جوبلی‘‘ منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ کنونشن سینٹر، ڈی چوک یا اسلام آباد کے کسی کھلے مقام یا یادگارِ پاکستان کے وسیع وعریض پنڈال میں عظیم الشان اور تاریخ ساز کانفرنس کا حتمی فیصلہ کا اعلان رمضان المبارک کے بعد منعقد ہونے والے اجلاس میں کیا جائے گا۔ آل پاکستان چناب نگر کورس حسب سابق نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوگا۔ کورس کا دورانیہ ۷ فروری تا ۲ مارچ ۲۰۲۴ء تک ہوگا۔ کورس میں مدارس عربیہ کے درجہ رابعہ اور اس کے اوپر کے درجات کے طلبا شریک ہوں گے۔ عصری تعلیمی اداروں سے بی اے پاس اسٹوڈنٹس شریک ہوسکتے ہیں۔

تمام شرکاء کورس کو پڑھائی جانے والی کتب کے علاوہ تقریباً پانچ پانچ ہزار روپے کی کتابیں کارٹن کی صورت میں مفت مہیا کی جائیں گے۔ جن حضرات کے ووٹ بنے ہوئے ہیں وہ الیکشن سے فارغ ہونے کے بعد داخلہ لے سکتے ہیں، تمام ماتحت جماعتوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ الیکشن میں حصہ لینے والے امیدواروں کو مل کر ان سے عہد لیں کہ وہ کامیاب ہونے کے بعد اسمبلیوں میں عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے علاوہ تمام دینی قوانین اور اقدار کا تحفظ کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا الیکشن، سیاست سے کوئی تعلق نہیں، لیکن جن نشستوں پر علماء کرام یا دین دار شخصیات حصہ لے رہی ہیں۔ ان کی حمایت سے کنارہ کشی نہ کی جائے اور ووٹ کی امانت اہل کے سپرد کی جائے۔ نیز امیدواروں سے یہ بھی عہد لیا جائے کہ وہ کامیاب ہونے کی صورت میں اپنے علاقوں کے معروف چوکوں کا نام ’’ختم نبوت چوک‘‘ رکھوائیں گے۔ مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ جہاں کہیں کوئی مشکوک آدمی الیکشن میں حصہ لے رہا ہو اس کی بھرپور مخالفت کی جائے۔

اجلاس میں طے ہوا کہ دینی مدارس کے آئندہ تعلیمی سال جس کا آغاز شوال المکرم سے ہوتا ہے، دینی اداروں کے تعاون سے شارٹ کورسز کا اہتمام کیا جائے، جس میں عوام اور عصری تعلیمی اداروں سے سندیافتہ یا زیر تعلیم اسٹوڈنٹس کو شرکت کی ترغیب دی جائے بلکہ ان کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے نو ہزار ختم نبوت ڈائری اور بائیس ہزار کیلنڈرز (وال کیلنڈرز) چھاپے، جو قریب الاختتام ہیں، نیا سال شروع ہے، چند دن بعد یہ ختم ہوجائیں گے ابھی اپنی کاپی محفوظ کرلیں۔ امسال مولانا ساقی کے بجائے مولانا فضل الرحمٰن منگلا، مولانا خالد عابد خورونوش کے انتظامات کی نگرانی کریں گے۔ اجلاس محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

☆☆ .... ☆☆

ختم نبوت کا حلف لازمی قرار

پشاور (امت نیوز) خیبرپختونخوا حکومت نے نکاح نامہ میں ختم نبوت کا حلف لازمی قرار دے دیا۔ صوبائی حکومت نے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس کے سیریل نمبر ۱۳ اور ۲۵ میں ترمیم کی ہے۔ نکاح نامہ میں کیش، منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی صورت میں حق مہر کی تفصیلات درج کرنا ہوں گی اور نکاح نامہ میں حلف ختم نبوت بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ دلہا اور دلہن دونوں ختم نبوت کا حلف دینے کے پابند ہوں گے۔ نکاح نامہ پر دلہا، دلہن ان کے وکلاء اور گواہوں کے دستخط ہوں گے، جبکہ نکاح نامہ پر نکاح رجسٹرار کے دستخط اور مہر بھی لازمی قرار دیئے گئے ہیں۔ (روزنامہ امت کراچی، ۲۳؍دسمبر ۲۰۲۳ء)

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب		مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1 تا 32 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)		متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	11200
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ	(5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
4	رئیس قادیان		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
5	آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
6	ائمہ تلبیس		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے		جناب محمد متین خالد صاحب	250
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	(5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	500
11	تحفہ قادیانیت	(چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1500
12	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت)	(جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت)	(جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ		مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	خطبات شاہین ختم نبوت	(دو جلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	600
16	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
17	قادیانیت کا تعاقب		مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	250
18	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ	(تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
19	ختم نبوت کورس		مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
20	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت		جناب محمد متین خالد صاحب	400
21	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے	(دو جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ